﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

انٹرنیشنل

ہفت روزہ

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۱ء شمارہ ۵۱
۵ر شوال ۱۴۲۲ ہجری ☆ ۲۱ر فتح ۱۳۸۰ ہجری شمسی

سراسر رحمت اور مغفرت

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے، جس کا وسط مغفرت الٰہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہے"۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۹ر رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز اتوار) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۴۹ تا ۱۵۸ کے درس کا خلاصہ)

(چوتھی قسط)

لندن۔ (۹ر رمضان المبارک۔ ۲۵ر نومبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا نواں روز اور ہفتہ کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۴۹ تا ۱۵۸ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ احباب براہ راست ایم ٹی اے کے ذریعہ درس کی اس پاکیزہ مجلس میں شامل ہو کر اس سے استفادہ کرتے ہونگے۔ تاہم احباب کے استفادہ اور ریکارڈ کے لئے ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

گزشتہ درس میں سورۃ الاعراف کی آیت ۱۴۹ کی تفسیر جاری تھی کہ درس کا وقت ختم ہو گیا۔ آج حضور ایدہ اللہ نے اسی آیت کی تشریح کو جاری رکھتے ہوئے سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی تفسیر پیش فرمائی۔ آپؓ فرماتے ہیں: "﴿لَهٗ خُوَارٌ﴾: آج کل کی صناعی کے لحاظ سے یہ قابل تعجب امر نہیں۔ ﴿لَا يُكَلِّمُهُمْ﴾: برہمو، نیچری، فلاسفرانہ طبیعت کے لوگ بلکہ عام علماء غور کریں۔ یہاں معبودیت کی تردید اسی دلیل سے ہے کہ ﴿لَا يُكَلِّمُهُمْ﴾ پس وہ خدا کیونکر معبود ہو جو کلام نہیں کرتا۔ ﴿لَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا﴾: کلام کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ کوئی عمدہ راہ دکھلائے"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۹ء)

اسی طرح فرمایا: "﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ......عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ﴾: مطلب اتنا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زیور سے ایک بچھڑا بنایا تھا جو صرف جسم تھا۔ اس میں روح نہ تھی ہاں اس کی آواز تھی"۔ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۱-۲۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: "جب لیکھرام نے نہایت اصرار کے ساتھ اپنی موت کے لئے مجھ سے پیشگوئی چاہی تو مجھے دعا کے بعد یہ الہام

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا

ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ دینے والا وہی ہے

مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پالیتا ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء)

(لندن ۷ر دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت مجیب کے تحت خطبہ دیا جائے گا۔ یہ بہت دعا کے دن ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے دعا کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہے اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو دعا کو لازم پکڑلو۔ خدا تعالیٰ سے ایسی کیفیت میں دعا کرو کہ تمہیں اس کی قبولیت کا پورا یقین ہو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے پروا اور غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ رات کے تیسرے حصہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اسے ظاہر پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے وہ کسی جگہ اترتا نہیں ہے اس کی رحمت اترتی ہے، اس کا فضل اترتا ہے اور یہی اس سے مراد ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ تم میں سے جب کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کرے کہ اے اللہ! اگر چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ پورے عزم کے ساتھ مانگے اور اپنی مراد بڑھا چڑھا کر مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز بھی عطا کرنا مشکل نہیں ہے۔ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اس سے ہی مانگو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نہایت اہم بات ہے انسان کو کوئی چیز مل جائے تو سمجھتا ہے کہ یہ مجھے مل گئی ہے لیکن اگر اللہ کا فضل نہ ہو، اس کی رحمت نہ ہو تو جو چیز ملی ہوئی ہے اس سے بھی انسان استفادہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ارشاد نبویؐ ہے کہ تم میں سے جس

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:درس القرآن ازصفحہ نمبر ۲

ہوا"عجلا جسدا له خوار. له نصب وعذاب"۔ یعنی یہ ایک بے جان گوسالہ ہے جس میں مارے جانے کے وقت گوسالہ کی طرح ایک آواز نکلے گی اور اس میں جان نہیں اور اس کے لئے نصب اور عذاب ہے۔ لسان العرب میں جو لغت عرب میں ایک پرانی اور معتبر کتاب ہے لفظ نصب کے معنے علاوہ اور کئی معنوں کے ایک یہ بھی لکھے ہیں کہ جب کہا جائے نصب فُلَانٌ لِفُلَانٍ تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ کسی شخص نے اس شخص پر جان لینے کے لئے حملہ کیا اور دشمنی کی راہ سے اس کے فنا کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کی۔ چنانچہ لسان العرب کے اس مقام میں اپنے لفظ یہ ہیں نَصَبَ فُلَانٌ لِفُلَانٍ نَصَبًا اِذَا قَصَدَ لَهُ وَعَادَاهُ وَتَجَرَّدَلَهُ۔ جس کے یہی معنے ہیں جو اوپر کئے گئے ہیں۔(دیکھو لسان العرب لفظ نصب صفحہ ۲۵۸ سطر ۲)۔ اور خوار کا لفظ لغت عرب میں گوسالہ کی آواز کے لئے آتا ہے۔ لیکن جب انسان پر اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں تو اس موقع پر کرتے ہیں جب کہ کوئی مقتول قتل ہونے کے وقت گوسالہ کی طرح آواز کو نکالتا ہے جیسا کہ اسی لسان العرب میں خوار کے لفظ کے بیان میں صفحہ ۳۴۵ میں ان معنوں کی تصدیق کے لئے ایک حدیث لکھی ہے اور وہ یہ ہے وفی حدیث مقتل ابی ابن خَلَفَ فَخَرَّ يَخُوْرُ كَمَا يَخُوْرُ الثَّوْرُ یعنی جب ابی بن خلف قتل کیا گیا تو یوں آواز نکالتا تھا جیسے کہ بیل آواز نکالتا ہے"۔ اور کبھی خوار کا لفظ عرب کی زبان میں اس ہتھیار کی آواز پر بولا جاتا ہے جو چلایا جاتا ہے۔ چنانچہ لسان العرب کے اسی صفحہ ۳۴۵ میں ایک نامی شاعر عرب کا اس محاورہ کے حوالہ میں ایک شعر لکھا ہے اور وہ یہ ہے:

يَخُرْنَ اِذَا اُنْفِزْنَ فِي سَاقِطِ النَّدٰى وَاِنْ كَانَ يَوْمًا ذَا اَهَاضِيْبَ مُخْضِلَا

یعنی ان تیروں میں سے جو چلائے جاتے ہیں اور پھر نکالے جاتے ہیں گوسالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی ہے۔ اگرچہ ایسا دن ہو جس میں متواتر بارش ہوئی ہو اور ہر ایک چیز کو تر کر دیا ہو .... غرض اس نہایت معتبر کتاب سے جو لسان العرب ہے ثابت ہوتا ہے کہ خور اور خُوار کے لفظ کو انسان پر اس حالت میں بھی بولتے ہیں کہ جب وہ قتل ہونے کے وقت فریاد کرتا ہے اور قتل کے وقت جو ہتھیار کی آواز ہوتی ہے اس کا نام بھی خُوار ہے"۔(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۹،۳۸۱)

اسی طرح فرمایا:"خروج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گوسالہ سامری کے نیست و نابود کرنے کا ارادہ یہود کی عید کے دن کیا گیا تھا مگر آگ میں جلانا اور باریک پیسنا اور غبار کی مانند بنانا جیسا کہ ۲۰۔۳۲ خروج میں لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس بڑے کام نے ضروررات کا کچھ حصہ لیا ہوگا کیونکہ حضرت موسیٰؑ اس وقت اترے تھے جب گوسالہ پرستی کا میلہ خوب گرم ہو گیا تھا۔ اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد میں ہوگا اور پھر کچھ عرصہ ناراضگی اور غضب میں گزرا۔ لہذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کی طرح کرنا کچھ حصہ رات تک جو دوسرے دن میں محسوب ہوتے ہی ختم ہوا ہوگا"۔

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۶۸ حاشیہ)

آیت نمبر ۱۵۰: کی تلاوت وترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ﴿سُقِطَ فِي اَيْدِيْهِمْ﴾ سے مراد اَلنَّدَمُ یعنی شرمندہ ہونا ہے۔(مفردات امام راغب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"﴿سُقِطَ فِي اَيْدِيْهِمْ﴾: اس کے معنے ہیں "ندامت ہوئی"۔(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سارے واقعہ کے بعد ان کو شرمندگی ضرور ہوئی ہے تبھی اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ سامری کے متعلق ایک سزا بیان ہوئی ہے جس میں وہ کہتا ہے ﴿لَا مِسَاسَ﴾ کہ مجھے چھوؤ نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بیان یورپ میں بھی اسی طرح دکھائی دیتا رہا کہ کوڑھیوں کو حکم تھا کہ اپنے گلے میں گھنٹی لگالیں تا کہ اس کی آواز سن کر لوگ ان سے بچ سکیں۔ سامری کو کوڑھ ہو گیا تھا۔ وہی رسم جو سامری نے ڈالی تھی یورپ میں بہت دیر تک رائج رہی ہے۔

آیت ۱۵۱: کی تلاوت وترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اہم الفاظ کی حل لغات پیش فرمائی۔ ﴿يَجُرُّهٗ﴾ کی تشریح میں بتایا کہ جَرَّهٗ اس نے اسے کھینچا۔ جَرًّا لنَّاقَةَ: اس نے اونٹنی کو ہانکا۔ ﴿تُشْمِتْ﴾ اَلشَّمَاتَةُ: اَلْفَرَحُ بِبَلِيَّةٍ مَنْ تُعَادِيْهِ وَيُعَادِيْكَ۔ اَلشَّمَاتَةُ کے معنی دشمن کی مصیبت پر خوش ہونے کے ہیں۔ اَلتَّشْمِيْتُ: اَلدُّعَآءُ لِلْعَاطِسِ۔ چھینک مارنے والے کے لئے دعا کرنا تا کہ اس سے شماتت کا ازالہ ہو جائے۔

(مفردات امام راغب)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ:"حضرت موسیٰؑ نے خدا کی خاطر ناراض ہوتے ہوئے اور اپنی دینی غیرت کی وجہ سے بچھڑے کی عبادت کی خبر سن کر فرط غم اور حیرت کی وجہ سے تختیاں پھینک دیں۔ حضرت موسیٰؑ فطری طور پر تیز مزاج اور شدید غصے والے تھے۔ حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ کی نسبت نرم مزاج تھے اسی لئے بنی اسرائیل کو موسیٰؑ کی نسبت زیادہ محبوب تھے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بات ان کی اپنی طرف سے ہے۔ حضرت ہارون بنی اسرائیل کو موسیٰؑ کی نسبت ہرگز محبوب نہ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ حضرت ہارون سے ڈرتے نہیں تھے۔

پھر لکھا ہے:"روایت میں ہے کہ تورات کے سات حصے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے تختیاں پھینکیں تو وہ ٹوٹ گئیں اس پر ۷/ ۶ تورات اٹھالی گئی اور ایک حصہ باقی رہ گیا۔ جو اٹھائی گئیں ان میں ہر چیز کی تفصیل تھی اور جو ایک جز باقی رہ گیا اس میں ہدایت اور رحمت تھی"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ بھی مفسرین کے ڈھکونسلے ہیں۔ قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔

﴿ابن امّ﴾ کے تحت علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارونؑ کے سگے بھائی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی ماں کا بیٹا اس لئے کہا کہ یہ ماں کی طرف سے سگے بھائی تھے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "میری ماں کے بیٹے" کہنے سے یہ مراد نہیں کہ وہ کسی اور باپ کے بیٹے تھے بلکہ انسان اپنے رحم کو ابھارنے کے لئے یہ کہتا ہے کہ اے میری ماں کے بیٹے مجھ سے بدسلوکی نہ کر۔

امام رازیؒ کہتے ہیں:"پس اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ہارون نے "اے میری ماں کے بیٹے! مجھے قوم نے کمزور سمجھا"، کیوں فرمایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو خوف تھا کہ بنی اسرائیل کے جاہل لوگوں کو گمان ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام پر ناراض ہیں جس طرح کہ وہ بچھڑے کو پوجنے والوں پر ناراض ہیں۔ انہوں نے کہا اے میرے بھائی! یقیناً قوم نے مجھے کمزور جانا اور بچھڑے کی عبادت ترک کرنے کی بابت میرے حکم کی اطاعت نہ کی۔ حالانکہ مَیں نے ان کو منع کیا تھا اور میرے ساتھ کوئی بھی نہیں ملا جس کے ذریعہ سے مَیں ان کو اس عمل سے باز رکھنے کی کوشش کرتا۔ پس تو ایسا فعل میرے ساتھ روا نہ رکھ جو دشمنوں کی خوشی کا باعث بنے۔ پس وہ تمہارے بھی دشمن ہیں۔ پس یقیناً قوم اس فعل کو جو تُو میرے ساتھ روا رکھ رہا ہے عزت واکرام کی بجائے تذلیل واہانت پر محمول کرے گی"۔

(تفسیر کبیر رازی)

آیت ۱۵۲: کی تلاوت وترجمہ کے بعد اس کی تشریح کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کا غصہ جب ٹھنڈا ہوا تو انہیں خیال آیا کہ مَیں نے اپنے بھائی پر زیادتی کی ہے اس کا کوئی قصور نہیں۔ حضرت موسیٰؑ کا رعب بہت زیادہ تھا۔ حضرت ہارونؑ کے نرم دل ہونے کی وجہ سے قوم ان پر دلیر ہو جایا کرتی تھی جس طرح کمزور پر انسان دلیر ہو جایا کرتا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کا ہارون پر غصہ جاتا رہا تو اپنے بھائی کے لئے اور اپنے لئے بھی خدا سے معافی طلب کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ﴾: انبیاء قدم قدم پر دعا کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوتے"۔(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

آیت ۱۵۳: ﴿ان الذين اتخذوا العجل .... الخ﴾ کی تفسیر میں علامہ ابوعبداللہ قرطبی لکھتے ہیں:"موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ پس اس میں سے خون بہا اور وہ بچھڑا ٹھنڈا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو خون سمیت سمندر میں پھینک دیا اور قوم کو اس کا پانی پینے کا حکم دیا۔ جس جس شخص نے بچھڑے کی پوجا کی تھی اور اس نے سمندر کے پانی کو پیا تھا وہ اس کے منہ کے اردگرد ظاہر ہو گیا۔ اس طرح بچھڑے کے پرستاروں کو پہچان لیا گیا"۔ (تفسیر القرطبی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ علامہ قرطبی ۱۲۷۳ء کے ہیں لیکن دیکھیں کتنی عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں۔ بالکل بے تکی اور بے تعلق باتیں ہیں۔ یہ علماء کا حال ہے جو تیرھویں صدی عیسوی کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ فراست اور نور عطا کیا تھا کہ اس کے مقابل پر یہ لوگ بہت ہی قدیم ترین لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ:"کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ تُو کوئی بدعت کرنے والا نہیں دیکھے گا مگر وہ ذلیل ہوگا۔ اسی طرح اللہ، رسول اور اہلِ بیت کے بارہ میں افترا کرنے والا نہیں دیکھے گا مگر وہ بھی ذلیل ہوگا"۔(تفسیر صافی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"اس رکوع میں دو باتیں ہیں کہ انسان ذلیل کس طرح ہوتا ہے اور مظفر ومنصور کس طرح۔ کوئی انسان فطرۃً ذلت کو نہیں چاہتا اور عزت کو بہر حال چاہتا ہے۔ ذلت کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ فرمایا:﴿ان الذين اتخذوا العجل﴾۔ ذلت کی جڑ شرک وافتراء ہے اور اس سے بچنے کا اصل رجوع الی اللہ بذریعہ ایمان واستغفار ہے"۔(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"جنہوں نے گوسالہ پرستی کی ان پر غضب کا عذاب پڑے گا اور دنیا کی زندگی میں ان کو ذلت پہنچے گی اور اسی طرح ہم دوسرے مفتریوں کو سزا دیں گے اور یہ ایک لطیف اشارہ ان گوسالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی لیکھرام کی پرستش کرنے میں ظلم اور

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

عیسائیت ۔ پال اور متھرا ازم

(ڈاکٹر محمد طاہر۔ پورٹ لینڈ۔ امریکہ

اس مضمون کا مقصد عیسائیت کی ان بنیادوں پر کچھ روشنی ڈالنا ہے جس پر آج اس کا دارومدار ہے۔ موجودہ عیسائیت ہرگز ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم نہیں ہے، ہاں ان کا نام باربار لیاجاتاہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے اور ان کی تعلیم وحدانیت پر قائم تھی اوراس کا مقصد اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں فرماتاہے "جب فرشتوں نے کہا تھاکہ: "اے مریم اللہ تجھے اپنے کلام کے ذریعہ بشارت دیتاہے۔ اس کانام عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ جو دنیااور آخرت میں صاحب منزلت ہوگااور خدا کے مقربوں میں سے ہوگا۔ اور پنگھوڑے میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں بھی اور نیک لوگوں میں سے ہوگا"۔

(سورۃ آل عمران آیت ۴۶تا۴۷)

پھر فرماتاہے:

"اور اس وقت کو بھی یاد کرو جبکہ میں نے تجھے کتاب اور حکمت سکھائی اور توریت اور انجیل (سکھائی)"۔(سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱)

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتاہے:

"اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلے کھلے دلائل دیئے اور روح القدس کے ذریعہ سے اسے طاقت بخشی"۔(سورۃ البقرہ آیت۲۵۴)

آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھاکہ ان تمام تر بیہودگیوں اور غلط عقائد سے جو یہود نے اپنا لئے تھے انہیں نکال کر پاک اور صاف کریں اور یہودیوں کو نیکوکار یہودی بنائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے واقعہ کے بعد تقریباً بیس برس تک تمام عیسائی یہودی ہی تھے۔ اور عیسائیت یہودیت کا ایک فرقہ سمجھی جاتی تھی۔ عیسائیت میں شامل ہونے کے لئے پہلے یہودی مذہب میں داخل ہونا پڑتا تھا اور پھر عیسائی بن سکتے تھے۔

اُس وقت یہودیوں کے تین فرقے تھے۔ ایک فرقہ کانام فریسیوں یعنی Pharisees، دوسرے کانام صدوقی یعنی Sadducees تھااور تیسرے فرقے کانام Essenes تھا۔

پہلے دونوں فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سخت دشمن تھے اور ہر طرح سے اذیت پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے آخر حضرت عیسیٰؑ پر مقدمہ کیا۔ یہ مقدمہ پہلے تو یہودیوں کی عدالت میں ہوا۔ اس عدالت نے ہتک یعنی Blasphemy کے قانون کے تحت حضرت عیسیٰؑ کو موت کی سزا سنادی۔ پھر یہ ان کا فیصلہ رومن گورنر Pontius Pilate کے سامنے پیش کیا گیا۔ گورنر کی بیوی نے یہ پیغام بھیجاکہ اس کے خلاف کوئی بات نہ کرے، یہ انسان سچاہے۔(متی ۲۷:۱۹)

پھر گورنر نے کہاکہ مَیں اس سچے انسان کے خون سے بری ہوں۔(متی ۲۷:۲۴)

اس پر لوگوں نے کہاکہ اس کا خون ہم پر اور ہماری اولادوں کی گردن پر ہوگا۔

تیسرا فرقہ وہ تھا جو وادی قمران کی غاروں میں رہتا تھا۔ یہ لوگ عبادت کرتے، مذہبی کاموں میں مشغول رہتے، غذا مہیا کرتے، مذہبی صحیفے لکھتے، علاج معالجہ کا کام کرتے اور سفید کپڑوں میں ملبوس رہتے تھے۔ اسی فرقہ کے لوگوں نے غاروں میں مرتبانوں کے اندر صحیفے چھپائے ہوئے تھے جو ۱۹۴۵ء میں دستیاب ہوئے جو صحائف قمران یعنی Dead Sea Scrolls کے نام سے مشہور ہیں۔ اس فرقہ کانام Essene تھا۔ معلوم ہوتاہے کہ اس فرقہ کے لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قبول کیا تھااور ان پر ایمان لائے تھے۔ ایمان لانے والوں کی تعداد کتنی تھی اس کا کوئی علم نہیں ہے۔

جو لوگ یہودی نہ تھے ان کو یہ لوگ Gentile کہتے تھے اور اگر غیر یہودی، یہودی مذہب اختیار کرنا چاہتا تواسے حضرت موسیٰؑ پر ایمان لاناہوتا، توریت پر ایمان لاناہوتااور اس پر عمل کرنا ہوتا تھا۔ یعنی ختنہ کروانا، سور کا گوشت نہ کھانا اور خوراک کے دوسرے شرعی قوانین پر عمل کرنا، سبت کے دنوں میں مذہب کے علاوہ کوئی کام نہ کرنا وغیرہ۔ اوراس کے بعد وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاسکتا تھا۔ چنانچہ بائبل میں لکھاہے کہ:

"مَیں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوااور کسی کے پاس نہیں بھیجاگیا"۔

(متی ۱۵:۲۴)

عیسائیت جس کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے کا مقصد یہودیت کو پاک کرنا تھا۔ وہ برائیاں اور خرابیاں جو یہودیوں کے خود غرض علماء اور فقیہوں اور کاہنوں نے شامل کردی تھیں ان کو دین سے خارج کرنا تھا۔ اصل یہودیت اور نقل میں فرق سمجھانا تھا۔ اور یہودیت کا رخ اصل مذہب جو حضرت موسیٰؑ کی لائی ہوئی شریعت تھی، کی طرف موڑنا تھا۔ اور توریت کے قوانین کو ختم کرنا ہرگز نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی اپنی شریعت کو جاری کرنا تھا۔ چنانچہ بائبل میں لکھاہے کہ "یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیاہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیاہوں کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتاہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔(متی ۵:۱۷۔۱۸)

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اسرائیل کا لقب ان کی ایک خواب کی بنا پر ملا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ لڑکے تھے جن سے بارہ قبیلے بنے۔ چنانچہ بنی اسرائیل وہ تھے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد تھے اور جو شخص حضرت موسیٰؑ پر ایمان لاتا اور توریت کو شریعت سمجھتا اوراس پر عمل درآمد کرتا اسے یہودی کہتے اور وہ یہودی سمجھا جاتا تھا۔ یہود کا اسرائیلی ہوناضروری نہ تھا۔

اسرائیلی صرف حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد تھے۔ ان اسرائیلیوں کے دو قبیلے تو فلسطین میں آباد تھے اور باقی دس قبیلے آپس میں خانہ جنگیوں اور دیگر وجوہات کی بناپر فلسطین سے نکل گئے تھے۔ یہ نکلنے والے لوگ Lost Tribes of Israel کہلاتے ہیں۔ قرائن سے یہی پتہ چلتاہے کہ یہ لوگ کشمیر، افغانستان اور ایک تھوڑا سا حصہ جنوبی ہندوستان یعنی کوچین کے علاقہ میں جا بسا۔ جنوبی ہندوستان میں اب بھی یہودیوں کے معبد موجود ہیں۔

جب حضرت عیسیٰؑ کو فلسطین کے علاقہ میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی اور وہاں یہودیوں نے ہتک کے ۴۶۔الزامات لگاکر موت کی سزادی۔(دیکھو صفحہ ۱۷تا ۲۰ کتاب Christ Did not Perish on the Cross by Kurt Burna) اور صلیب پر چڑھادیا جہاں سے وہ بچ نکلے اور صحت یابی کی خاطر کچھ دنوں Essene کے ساتھ رہے اور پھر کشمیر کی طرف سفر اختیار کیا کیونکہ وہاں دس قبیلے آباد تھے۔ وہ اسرائیلیوں کاایک بڑاحصہ تھااور حضرت عیسیٰؑ کا مشن پورا نہ ہوتا جب تک کہ ان کو بھی پیغام نہ پہنچایا جاتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کی تعلیم وتربیت کی تھی، خطبات دیئے تھے، انجیل پیش کی، معجزات دکھائے۔ غرضیکہ ہر طرح سے ان کی تعلیم وتربیت کردی تھی تاوہ دیگر عوام کو تبلیغ کرسکیں اوران کے مشن کوان کی عدم موجودگی میں جاری رکھ سکیں۔ دس قبیلوں کو پیغام پہنچانا معمولی بات نہ تھی جبکہ وہ ایک وسیع پہاڑی اور سرد علاقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کا جلدی جانا بھی ضروری تھااوران میں دیر تک رہنا بھی ضروری تھا۔ اس لئے حضرت عیسیٰؑ نے ۱۲۰برس کی عمر پائی۔ جیساکہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایاہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے قریباً ۸۰سال کشمیر میں گزارے۔ افغانستان اور ساتھ تبت کے علاقہ میں بھی تبلیغ کرتے رہے اور پھر کوچین کے علاقہ میں توما کو بھیجا جس نے وہاں تبلیغ کی۔ انگریزی میں توما کو Thomas کہتے ہیں اور آج بھی کوچین (جو بمبئی کے پاس ہے) میں سینٹ تھامس چرچ موجود ہیں۔

موجودہ عیسائیت کی تعلیم ہرگز وہ نہیں جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیش کرتے تھے۔ وہ وحدانیت پر قائم تھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ نبی نے اتنا عرصہ شدید تکالیف سہیں، صلیب پر چڑھائے گئے، اتنا لمبا سفر اختیار کیا، سفر کی صعوبتیں، کشمیر کی سردیاں، برف باریاں برداشت کیں ان سب کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن موجودہ عیسائیت کی تعلیم ایسی ہے کہ اس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ کس نے کیا اور کیسے ہوا، اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "چشمۂ مسیحی" میں تحریر فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ پولوس (جسے پال یا سینٹ پال بھی کہتے ہیں۔ ناقل) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں آپ کا جانی دشمن تھااور پھر آپ کی وفات کے بعد جیساکہ یہودیوں کی تاریخ میں لکھاہے اس کے عیسائی ہونے کا موجب اس کے اپنے بعض نفسانی اغراض تھے جو یہودیوں سے وہ پورے نہ ہوسکے۔ اس لئے وہ ان کو خرابی پہنچانے کے لئے عیسائی ہوگیااور ظاہر کیاکہ مجھے کشف کے طور پر حضرت مسیح ملے ہیں اور مَیں ان پر ایمان لایا ہوں۔ اوراس نے پہلے پہل تثلیث کا خراب پودہ دمشق میں لگایااور یہ پولوسی تثلیث دمشق سے ہی شروع ہوئی۔ اسی کی طرف احادیث نبویہ میں اشارہ کرکے کہاگیاہے کہ آنے والا مسیح دمشق کی مشرقی طرف نازل ہوگا۔ یعنی اس کے آنے پر تثلیث کاخاتمہ ہوگا"۔

(چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد ۲۰صفحہ۳۷۶،۳۷۷)

یہ پولوس جس کا اصل نام سال تھا جسے سینٹ پال بھی کہتے ہیں کون تھا اوراس نے کس طرح عیسائیت کو اپنا مذہب بنایا اور پھر عیسائیت کو ایک مشرکانہ مذہب بنادیا۔

پال کے دونام تھے۔ ایک تو عبرانی نام تھا یعنی سال (Saul) اور دوسرا نام جو اس کی رومن شہریت کی وجہ سے اس نے رکھا تھا پال (Paul) تھا۔ اس کے باپ کی شہریت بھی رومن تھی۔ وہ انہی دنوں میں پیدا ہوا تھاجب حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی تھی۔ اس کی جائے پیدائش Tarsus تھی کوجو آج کل ترکی میں ہے۔ ان دنوں یہ یونان کی ایک بندرگاہ تھی۔ وہ "Saul of Tarsus" بھی کہلاتا تھا۔ وہ ایک آنکھ سے اندھا تھااور چھوٹے قد کا تھا۔ ایک جرمن فلاسفر Friedrich Nietzsche نے اس کے متعلق لکھاہے کہ اس کی توہم پرستی اس کی عیاریوں اور مکاریوں کے برابر تھی۔

(دیکھو صفحہ ۱۴۲۔۱۴۳کتاب Jesus God & History, by Max Dimon)

اس نے رومن اور یونانی فلسفہ پڑھا تھا۔ وہ ایک اچھا مقرر تھااور وہ یہودیوں کے فریسی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ یروشلم بھی آیا لیکن اس نے کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دور سے بھی دیکھانہ تھا۔ اس نے کبھی شادی نہیں کی اور شادی کی تحریک بھی لوگوں کو بہت کم کرتا تھا۔ وہ کئی برس تک اسی تگ ودو میں تھاکہ یہودیت کی تعلیم اتنی اعلیٰ ہونے کے باوجود کیوں لوگ اس کو قبول نہیں کرتے، کیوں بڑی تعداد میں لوگ یہودی مذہب اختیار نہیں کرتے، چنانچہ اس خیال کی بناپر وہ یروشلم یہودیت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا۔

(History of Jews by Soloman Grayzel p.149)

یوروشلم پہنچتے ہی اس نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام اور یہودیوں کے اس نئے فرقہ عیسائیت کے متعلق سنا۔ اس کے دل میں سخت دشمنی کے جذبات پیدا ہو گئے۔ چنانچہ تاریخوں میں یہ لکھا ہے کہ وہ ایسے ہجوم جو عیسائی فرقہ کو تکالیف دینے کو جمع ہوتے ان میں پیش پیش ہوتا۔ وہ عیسائی فرقہ کو یہودیت کے لئے ایک خطرہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب ایک یونانی پادری سٹیفن کو سنگسار کیا گیا تو یہ ان میں پیش پیش تھا۔

(دیکھو Encyclopedia Britanica under Paul)

سٹیفن کو سنگسار کرنے کے بعد بھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ اور پھر یہ سن کر کہ دمشق میں کئی لوگ یہودی عیسائی ہو گئے ہیں وہ یوروشلم کے ہائی پریسٹ سے اجازت اور اختیار نامہ لے کر دمشق کے لئے چل پڑا تا وہاں ان لوگوں کو گرفتار کرے جو اس راستہ پر چل پڑے ہیں اور انہیں زنجیروں میں باندھ کر یوروشلم لائے۔

(The story of Civilisation by Will Durant Vol.3 page 581)

یہ دمشق کا سفر، گرفتار کرنے کا خیال، اس کے پیچھے کیا تھا؟ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"باقی رہا پولوس کا اجتہاد یا اس کے اقوال۔ جن لوگوں نے پولوس کے چال چلن پر غور کی ہے اور جیسا کہ اس کے بعض خطوط کے فقرات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر مذہب والے کے رنگ میں ہو جاتا تھا تمہیں خوب معلوم ہے اور اس کے حالات میں آزاد خیال لوگوں نے لکھا ہے کہ اچھے چال چلن کا آدمی نہ تھا۔ بعض تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک کاہن کی لڑکی پر عاشق تھا اور ابتدا میں اس نے بڑے بڑے دکھ عیسائیوں کو دئے اور بعد میں جب کوئی راہ اسے نہ ملی اور اپنے مقصد میں کامیابی کا کوئی ذریعہ اسے نظر نہ آیا تو اس نے ایک خواب بنا کر اپنے آپ کو حواریوں کا جمعدار بنالیا۔ خود عیسائیوں کو اس کا اعتراف ہے کہ وہ بڑا سنگدل اور خراب آدمی تھا اور یونانی بھی پڑھا ہوا تھا۔ مَیں نے جہاں تک غور کی ہے مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ ساری خرابی اس لڑکی ہی کے معاملہ کی تھی اور عیسائی مذہب کے ساتھ اپنی دشمنی کامل کرنے کے لئے اس نے یہ طریق آخری سوچا کہ اپنا اعتبار جمانے کے لئے ایک خواب سنا دی اور عیسائی ہو گیا۔ اور پھر یسوع کی تعلیم کو اپنے طرز پر ایک نئی تعلیم کے رنگ میں ڈھا دیا۔ مَیں کہتا ہوں کہ عیسائی مذہب کی خرابی اور اس کی بدعتوں کا اصل بانی یہی شخص ہے"۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۲۸)

اس خواب کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ پال سے اس خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے پال تو کیوں مجھ کو ایذا پہنچاتا ہے۔ پال اس خواب سے اندھا ہو گیا اور دوسرے لوگوں کو اسے دمشق لے جانا پڑا۔ یہاں ایک یہودی جو عیسائی ہو چکا تھا اور اس کا نام Ananias تھا۔ اس نے پال کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور اسے عیسائی بنایا اور اس کی بینائی واپس آ گئی۔ (دیکھو صفحہ ۱۴۴ کتاب Jesus+God+History by Max Dimond)

یہ خواب پال نے دمشق جاتے ہوئے راستہ میں دیکھا۔ یہ کونسی بیماری تھی کہ بینائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیکھنے سے ختم ہو گئی اور Ananias کے ہاتھ رکھنے سے واپس آ گئی۔ اب پال مشنری بن گیا۔ اس نے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور ان کا ایک فقرہ سنا، باقی حواریوں کی طرح اس نے کوئی خطبہ نہیں سنا، کوئی لیکچر نہیں سنا، ان کی صحبت میں بیٹھ کر کوئی حکمت کی بات نہیں سیکھی، نہ ان سے کوئی علم حاصل کیا، نہ تزکیہ نفس ہوا، نہ انجیل سے واقفیت ہوئی لیکن وہ مشنری بن گیا۔ وہ اس عیسائیت کا مشنری بن گیا جو اس کی اپنی عیسائیت تھی، جو اس کے اپنے خیالات تھے جو دراصل عیسائی مذہب سے دشمنی تھی۔ اور اس نے عیسائیت کی تعلیم کو بدل دیا ہاں حضرت عیسیٰؑ کا نام رہنے دیا لیکن ان کا مرتبہ، ان کا درجہ سب کچھ بدل دیا۔ اسے اپنے مقاصد میں کامیابی کی امید نظر آئی تو صرف اس بات میں کہ یوروشلم سے دور جا کر غیر یہودیوں میں تبلیغ کی جائے اور ایسی تعلیم دی جائے جسے وہ آسانی سے قبول کر لیں۔

شروع میں اس نے یوروشلم میں چرچ کو درخواست دی کہ اسے مشنری بنایا جائے لیکن چرچ کے حواریوں کو اس پر اعتبار نہ تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہے اور اس کے اپنے مقاصد ہیں جن کی وجہ سے وہ عیسائی بن گیا ہے۔ انہوں نے اس کی درخواست کو رد کر دیا۔ اس کا حضرت عیسیٰؑ کے بھائی جیمز جو ایک نیک آدمی تھا سے جھگڑا بھی ہو گیا۔ جھگڑا اسی بات پر تھا کہ غیر یہودیوں کو عیسائی کیسے بنایا جائے۔ یوروشلم میں طریق یہی تھا کہ غیر یہودیوں کو پہلے یہودی بنایا جائے، وہ توریت کے احکام پر چلیں، حضرت موسیٰؑ اور دیگر انبیاء پر ایمان لائیں پھر حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائیں اور انجیل پر ایمان لائیں۔ لیکن پال چاہتا تھا کہ غیر یہودیوں کو براہ راست عیسائی بنایا جائے۔ اس نے دو مرتبہ Apostalic Church کو درخواست دی لیکن دونوں مرتبہ یہ درخواست رد کر دی گئی۔

اس وقت پال نے مندرجہ ذیل فیصلے کئے اور اس نے یہودیت کو عیسائیت سے نکال دیا۔ اولین عیسائیوں کا یہی خیال تھا کہ حضرت عیسیٰؑ ایک انسان ہیں اور ان کو صفات الٰہیہ سے مزیّن کیا گیا ہے اور وہ بہت نیکوکار انسان ہیں اور خدا تعالیٰ کے نبی ہیں۔ لیکن پال نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ان کی اور اللہ تعالیٰ کی ماہیت ایک ہی ہے۔ ان دونوں کا جوہر ایک ہے۔ وہ خود خدا تھے، خدا کے بیٹے تھے اور پھر وہ مسیح کے خیال سے بھی دُور چلا گیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ مسیح نہیں تھے بلکہ Redeemer یعنی نجات دہندہ تھے اور اس نے یہ ایک نیا خیال ایجاد کیا کہ ہر انسان گنہ گار ہے۔ یہ گناہ حضرت آدم علیہ السلام نے کیا تھا اور ہر انسان کو یہ گناہ وراثت میں ملا ہے اور اس گناہ کو ختم کرنے کے لئے کسی نجات دہندہ کا آنا ضروری تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کا خون دے کر انسان کو اس گناہ سے نجات دلوائی ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ پہلے نجات دہندہ تھے۔

پھر غیر یہودیوں کو عیسائی بنانے کے لئے دوسرا فیصلہ یہ کیا کہ خوراک کے تمام قوانین جو یہودیوں کی موسوی شریعت میں تھے ختم کر دئے۔ اس نے سؤر کو حلال قرار دیا، ختنے کروانے کے قوانین کو بھی ختم کر دیا اور ہر آدمی کو اختیار دیا کہ وہ ختنے کروائے یا نہ کروائے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ توریت کو پس پشت ڈالو اس پر عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانو اور اس کے ذریعہ تثلیث کا عقیدہ بنا دیا گیا۔

(دیکھو Jesus,God & History by Max Dimond. Simon & Shuster,New York.)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں نے اس کا اعتبار نہ کیا اور اسے ایک خود غرض انسان سمجھا جس نے اپنا مذہب گھڑ لیا ہے اور جس کا حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو اس پر پال یوروشلم سے فرار ہو گیا اور Tarsus میں جا ٹھکانہ کیا۔ یہ جگہ اس کی جائے پیدائش بھی تھی۔ یہ شہر بحیرہ روم کے شمالی علاقہ میں، جسے آج کل ترکی کہتے ہیں ایک پر رونق بندرگاہ تھی۔ یہ شہر کسی زمانہ میں یونان میں شامل تھا لیکن آج کل ترکی میں ہے۔ اس شہر میں مختلف قوموں کے لوگ آباد تھے اور ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتا تھا۔ اس شہر میں متھرا (Mithra) کے ماننے والوں کی اکثریت تھی۔ تصاویر، بُت، معبد اس شہر میں عام تھے۔ متھرا ازم کیا تھا اور اس مذہب کا تعلق کس مذہب سے تھا اور پھر اس مذہب کے لوگوں کو کس طرح پال نے اپنی من گھڑت عیسائیت میں شامل کیا اب مَیں اس پر روشنی ڈالوں گا اور یہ بتاؤں گا کہ ان کے کونسے عقائد کو بعینہٖ عیسائیت میں لایا گیا جس کا یہودیت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہاں صرف متھرا ازم سے ہے۔

متھرا ازم ایران سے شروع ہوا اور پھر وہاں سے یونان یعنی Greece میں پھیلا اور پھر وہاں سے اٹلی پہنچ گیا۔ چونکہ ان دنوں رومن ایمپائر بہت ملکوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ متھرا ازم بھی ان ممالک میں پھیل گیا۔ پھر فرانس اور انگلینڈ میں بھی اس کے آثار ملتے ہیں۔ متھرا ازم کا بانی کون تھا اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زرتشت کے مذہب سے شروع ہوا۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ زرتشت کے مذہب سے پہلے رائج الوقت تھا یا یہ زرتشت کے مذہب کی بگڑی ہوئی شاخ ہے لیکن اس کا کوئی قطعی علم نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے ماننے والے لوگ ۳۹۰ سال قبل مسیح ایران میں موجود تھے پھر یہ روسیوں کے حکومت پھیلنے کے ساتھ ساتھ پھیلتا گیا یہاں تک کہ شمالی افریقہ میں بھی پھیل گیا۔

بعض یہ سمجھتے ہیں کہ متھرا شاید کوئی پجاری تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ متھرا Mythlogical نام ہے جیسے اور دیومالا کے نام ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک من گھڑت نام ہے۔ قربانیاں، مرنا، پیدا ہونا، مر کر جی اٹھنا کے گرد ہی مذہب کی تمام تر تعلیم تھی۔

متھرا ازم کے متعلق جو کتبے دریافت ہوئے ہیں ان میں یہ دکھایا گیا ہے کہ متھرا جسے خدا سمجھا جاتا تھا یا نور کا خدا کہئے۔ کہ متھرا ایک سانڈ کو پکڑے ہوئے ہے اور اسے گرا لیا ہے۔ اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اس کا گلا چھری سے کاٹ رہا ہے اور اس کا گرم خون نکالا جا رہا ہے۔ عبادت خانوں میں یہ بھی معلوم دیتا ہے کہ سٹیج کے گرد چھوٹے چھوٹے گڑھے تھے، عبادت کرنے والے خون سے جو سانڈ سے نکلتا ہے نہاتے اور اسے پیتے تھے اور پھر اس کے بعد عبادت کے طور پر سانڈ کا گوشت بھی کھایا جاتا تھا۔ متھرا کے معبدوں سے معلوم دیتا ہے کہ اس کے ماننے والوں کا عبادت کا طریقہ یہی تھا کہ سانڈ کا خون پینا اور اس کے گوشت سے دعوت دینا۔ اگر سانڈ موجود نہیں ہوتا تھا تو دوسرے جانوروں کو بھی ذبح کر لیا جاتا تھا اور گوشت کی جگہ روٹی اور مچھلی وغیرہ بھی کھا لی جاتی تھی اور انگور کی شراب، خون کی بجائے پی جاتی تھی۔

ان کے معبد جو دریافت ہوئے ہیں ان کا طرز تعمیر بھی وہی تھا جو کہ چرچ کا ہے۔ آگے سٹیج بنا ہوتا ہے جس پر متھرا کے کتبے رکھے جاتے تھے اور ہال میں دو رویہ بنچ ہوتے تھے ہاں فرق صرف یہ تھا کہ یہ معبد زمین دوز ہوتے تھے زمین کے اوپر نہیں بنتے تھے۔

۲۵ر دسمبر کو متھرا کا یوم پیدائش منایا جاتا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سانڈ کا گوشت کھانے اور خون پینے سے ان کی دوبارہ پیدائش ہو جائے گی اور خون پینے سے ان کے جسم میں ایک نیا خون پیدا ہو جائے گا اور زندگی نئے سرے سے شروع ہو جائے گی۔ اور قیامت کے دن متھرا کے پاس جنت کی چابیاں ہونگی اور وہ جنت کے دروازے اپنے معتقدین پر کھول دے گا تا ان کو خوش آمدید کہا جا سکے۔ جو اس کو ماننے والے نہ ہونگے متھرا انہیں اس دنیا میں واپس آ کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گا۔ جب انسان مر جاتا ہے تو متھرا کے سامنے لایا جاتا ہے تا ان کا فیصلہ کیا جا سکے۔ اور جب زمین کا خاتمہ ہو گا تو متھرا تمام زندہ و مردہ لوگوں کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ ماننے والے تو جنت میں داخل ہونگے اور نہ ماننے والوں کو آگ سے نیست و نابود کر دے گا۔ یہ سب کام کرنے کے بعد متھرا رتھ پر سوار ہو کر آسمانوں پر چلا جائے گا اور انسان کی اپیل سننے والے خداؤں میں شامل ہو جائے گا۔

پال نے ان تمام خیالات اور عقائد کو اپنا لیا۔ جہاں سانڈ کا مارنا اور خون پینا اور گوشت کا کھانا تھا اس نے اسے وائن اور Waffles میں بدل دیا اور کہا کہ Waffles حضرت عیسیٰؑ کا جسم یا بدن ہے اور وائن یا انگور کی شراب ان کا خون ہے۔ جب کبھی آپ چرچ میں جائیں تو سٹیج پر اس نقشہ کو دیکھنے کا موقع ملے گا۔ پادری لوگوں کے منہ میں دونوں چیزیں ڈال رہا ہو گا۔ متھرا ازم ابھی مرا نہیں ہے۔ وہ موجودہ دور کی عیسائیت میں زندہ ہے۔ اس سانڈ کے خون یا گوشت کے متعلق پال کہتا ہے:

"کیونکہ جب بکروں اور بیلوں کے خون اور

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدریس قرآن کریم اور قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے

جس نے رمضان کا روزہ بغیر مجبوری اور جائز عذر کے چھوڑا بعد میں ساری عمر کے روزے بھی اس کی قضا نہیں بن سکتے

ماہ رمضان المبارک کی فضیلت، روزوں کی اہمیت اور ان سے متعلقہ مسائل کا قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۶؍نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۶؍نبوت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ. فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ. فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾(البقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں جو یہ اعلان کیا گیا ہے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے ان پر بھی روزے فرض کئے گئے یہ صرف قرآن کریم کا اعلان ہے، اس کے علاوہ اور دنیا کی کسی کتاب میں یہ ذکر نہیں۔ روزے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی، کسی نہ کسی رنگ کے روزے رکھے جاتے ہیں اور انہوں نے کبھی کسی دوسرے مذہب کی بات نہیں کی کہ فلاں مذہب میں بھی روزے ہیں۔ تو قرآن کریم کے عالمی ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت صرف اسی بات سے ملتا ہے کہ قرآن کریم نے ہر دوسرے مذہب کی بات چھیڑی ہے اور ہر مذہب کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہاں روزوں کا کوئی نہ کوئی طریق جاری تھا۔ اب ہندوؤں کو بظاہر مشرک تو سمجھتے ہیں لیکن ان کا آغاز توحید سے ہی ہوا تھا۔ ان میں بھی روزوں کی ایک شکل ہے۔ بدھسٹ خدا کے منکر کہلاتے ہیں مگر ان میں بھی روزوں کی شکل ہے۔ کوئی ایک بھی مذہب دنیا میں ایسا نہیں جہاں روزے کی کوئی نہ کوئی صورت نہ پائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس کلام مجید کی یہ ایک عظیم الشان خوبی ہے کہ یہ لازماً عالمی کتاب ہے ورنہ کسی دوسرے مذہب کی کتاب نے دوسرے مذاہب کے روزوں وغیرہ کا ذکر تک نہیں کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ اور اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑے جھگڑے تو چاہئے کہ وہ کہے میں تو روزہ دار ہوں۔ مَیں لڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں"۔

آپؐ فرماتے ہیں: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں (مقدر) ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اول جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہوگا"۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم با ب هل يقول انی صائم اذا شتم).

یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں تو کوئی خوشبو ایسی نہیں آتی۔ ہر خوشبو آتی ہے لیکن یہ جو فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ خوشبودار لگتی ہے اس سے مسلمان روزہ داروں کا دل بڑھانے والی بات ہے۔ ان کے منہ میں بو آتی ہوگی، خود بھی گھبراہٹ ہوتی ہوگی تو ان کو خوش کرنے کے لئے، ان کا دل رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کو تو تمہاری یہ بو بھی پسند ہے اس سے مومنوں کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصن حصین ہے۔

(مسند احمد، باقی مسند المستكثرين)

حضرت سَہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں"۔ اب یہ بھی ایک تمثیل ہے ورنہ حقیقت میں جنت میں تو کوئی دروازے نہیں ہیں لیکن تمثیل کے طور پر لوگوں کو سمجھایا گیا ہے کہ جنت میں ایک راہ ایسی ہے جو صرف روزہ داروں کے لئے مخصوص ہے اور اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو ہی اس راہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ "قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے اور ان کے سوا کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پوچھا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے جنت میں داخل نہ ہو سکے گا"۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ باقی روزہ دار جو دوسرے مذاہب کے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ ان کے لئے قرآن کریم میں شرط یہی ہے کہ اگر وہ یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور حساب کتاب کا ان کو یقین ہے تو ان کے لئے رستہ کھلا ہے جنت کا۔ تو مجھے یقین ہے کہ ان کے روزے بھی خدا کے ہاں مقبول ٹھہریں گے۔

حضرت ابوعمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپؐ نے فرمایا تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا بدل نہیں۔ یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "ہر چیز میں زکوٰة ہے اور جسم کی زکوٰة روزہ ہے"۔ (ابن ماجه)

اب اس میں بہت بڑی حکمت کی بات بیان فرمائی گئی ہے کہ ہر چیز میں جو زکوٰة دی جاتی ہے تو جسم کی بھی تو ایک زکوٰة ہونی چاہئے۔ وہ خدا کی خاطر انسان ان چیزوں سے رکے جن سے وہ روکتا ہے اور وہ چیزیں استعمال کرے جن کی وہ اجازت دیتا ہے تو ایسی صورت میں گویا جسم کی طرف سے زکوٰة مل رہی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں کہ ان کو روزوں سے صرف پیاس ملتی ہے اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں کہ ان کو قیام سے صرف بیداری ملتی ہے۔ (سنن الدارمی، کتاب الرقاق)۔ اور جو اصل مقصد ہے روزہ کا اور قیام کا وہ پورا نہیں کرتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ (بخاری کتاب الصوم)

اب دیکھ لیں آج کل مسلمان علماء کا کیا حال ہے۔ اتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ شاید ہی کوئی ان

کامقابلہ جھوٹ میں کر سکے بلکہ یقیناً نہیں کر سکتا۔ اوراس کے باوجود روزہ دار بھی ہیں تو حیرت انگیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو نصیحت فرمائی تھی کہ اگر تم جھوٹ بولو گے تو پھر روزہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: "رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ تمہارے لئے اِس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے، صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے، پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔"

(الحکم۔ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۴ء۔ صفحہ ۱۲)

اب یہ امر واقعہ ہے کہ لوگ جیسا بھی ہو رمضان ایک کڑوے گھونٹ کی طرح پورا کر لیتے ہیں اور پھر دوبارہ انہی برائیوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں جن سے رکنے کی رمضان نے تربیت دی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مزید لکھتے ہیں: "سب کے بعد تقویٰ کی وہ راہ ہے جس کا نام روزہ ہے جس میں انسان شخصی اور نوعی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقتِ معیّن تک چھوڑتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے، اِسی لئے فرمایا: لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (الحکم۔ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک اور تحریر ہے:

"﴿فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾: وہ ایک مسکین کا کھانا بطور صدقہ دیں۔ یہ صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ تعامل سے ثابت ہے کہ ہر روزہ دار نماز عید سے پہلے ایک مسکین کا کھانا صدقہ دیتا ہے اور میرا اپنا طرز پسندیدہ جو آثارِ سلف کے مطابق ہے، یہ ہے کہ خود روزہ رکھا اور اپنی روٹی کسی غریب کو کھلادی۔"

یہ تو ہر ایک کے لئے ممکن نہیں مگر رمضان میں عید سے پہلے صدقہ فطر دینے کا رواج ہے اور یہ ضروری ہے۔ پس جتنے بھی اس دفعہ بھی رمضان سے پہلے امام صاحب اعلان کر دیں گے کہ کتنا فطرانہ مقرر ہے وہ اس فطرانہ کے مطابق ہر شخص کے لئے فرض ہے کہ وہ رمضان ختم ہونے سے پہلے وہ ادا کر دے تاکہ پھر وہ غرباء کی طرف چلایا جا سکے۔

پھر فرماتے ہیں: "اور جو لوگ طاقت نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں"۔ ﴿فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾ میں یہ عربی قاعدہ کے مطابق یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے کہ ﴿اَلَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ﴾ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں اور یہ بھی عربی سے ثابت ہے کہ یُطِیْقُوْنَ نفی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس جن لوگوں پر روزہ فرض ہے اور وہ مستقل طاقت نہیں رکھتے ان کا بھی ذکر آگیا ہے کہ ان کو بھی فدیہ ضرور دے دینا چاہئے وہ ان کے روزہ کا بدل ہو جائے گا۔

اب ایک بات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تحریر سے ملتی ہے کہ ایام بیض کو روزہ نہیں رکھ سکتے تو اس روز مسکین کو کھانا کھلادیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آل وسلم کا دستور تھا کہ چاند کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا کرتے تھے تو ان کو ایام بیض کہتے ہیں یعنی روشن وقت جو ہیں چاند کے۔ تو جن لوگوں کو یہ توفیق نہیں ہے کہ اس قدر محنت سے وہ باقاعدہ روزے رکھ سکیں ان کو چاہئے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں ہی جود و سخا سے بہت کام لیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا، رمضان کے مہینہ میں اتنا صدقہ کرتے تھے کہ جس طرح آندھی میں اور تیزی آگئی ہو اور بے شمار صدقہ اور خیرات فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک اور تحریر ہے "رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدریس قرآن، قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے"۔ اب ہمارے ہاں بھی تدریس قرآن ہوتی ہے اور ہر ہفتہ اور اتوار کو میری بھی باری ہوا کرے گی اور باقی اوقات میں دوسرے علماء دیا کریں گے تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

فرماتے ہیں: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ رمضان سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ شرط رکھی ہے اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا کہ ایمان لاتا ہے حقیقت میں رمضان پر اور پھر احتساب کی خاطر روزے رکھتا ہو کہ میں اپنے نفس کا احتساب کر سکوں۔ اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ سحری کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا تو افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر وہ اندھیر مار اور ایسی شکم پری کرتے ہیں کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی۔ اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا نہ یہ کہ آگے سے بھی بڑھ چڑھ کر خرچ کیا جائے اور خوب پیٹ پُر کر کے کھایا جائے۔ یاد رکھو اسی مہینہ میں یہ قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے مطابق عملدرآمد کرنا چاہئے۔ روزہ سے فارغ البالی پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔ آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا ہے"۔

یہاں ضمناً یہ نصیحت کر دوں کہ یہاں رواج ہے کہ بعض لوگ ثواب کی خاطر جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے روزہ دار کا روزہ کھلوانا ثواب ہوتا ہے یہاں دعوت وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں مگر بہت ضروری ہے یہ احتیاط کہ اس کو سادہ رکھا کریں، بہت پر تکلف دعوتیں کرنا نہ آنحضرت ﷺ کا مقصد ہے، نہ مالی لحاظ سے اتنا بوجھ برداشت کرنا جائز ہے۔ افطاری کرائیں، سادہ رکھیں تاکہ روزہ داروں کو افطاری کروانے کا ثواب تو مل جائے مگر ان کو پُر شکم بنانے کا گناہ نہ ملے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یہ بھی نکتہ بیان کرتے ہیں کہ جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کو رمضان ہی میں روزوں کی طاقت عطا کر دیتا ہے۔ روزوں سے طاقت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "یہ مُبارَک بھی دن ہیں اور مُبارِک بھی دن ہیں یعنی برکتیں دینے والے اور متبرک دن۔ یعنی وہ دن جن کو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ملی ہے اور وہ دن جو آگے لوگوں کو برکت دیتے ہیں۔ انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے"۔ (البدر جلد ۱، نمبر ۷۔ بتاریخ ۱۲/ دسمبر ۱۹۰۲ء)

MTA + DIGITAL CHANNELS skydigital

You can now watch MTA on 13°E and on Sky 28.2°E in UK and Europe.
We supply and install all makes, for fixed or motorised systems across UK and Europe.
Installation engineer's phone numbers as listed:

UK ENGINEER LIST		EUROPE ENGINEER LIST	
London:	0208 480 8836	France:	01 60 19 22 85
London:	07900 254520	Germany:	08 25 71 694
London:	07939 054424	Germany:	06 07 16 21 35
London:	07956 849391	Italy:	02-35 57 570
London:	07961 397839	Spain:	09 33 87 82 77
High Wycombe:	01494 447355	Holland:	02 91 73 94
Luton:	01582 484847	Norway:	06 79 06 835
Birmingham:	0121 771 0215	Denmark:	04 37 17 194
Manchester:	0161 224 6434	Sweden:	08 53 19 23 42
Sheffield:	0114 296 2966	Switzerland:	01 38 15 710
W.Yorkshire:	07971 532417		
Edingburgh:	0131 229 3536		
Glasgow:	0141 445 5586		

PRIME TV
B4U
SONY
BANGLA TV
ARY DIGITAL
ZEE TV

MAIL ORDER
SMS, Unit 1A Bridge Road
Camberley, Surrey. GU15 2QR. UK
Tel: 01276 20916 Fax: 01276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
EXPORT

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اب ﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌلَّكُمْ﴾ ایک طرف تو کُتِبَ فرمایا ہے تو پھر یہ خَيْرٌلَّكُمْ سے کیا مراد ہے؟۔ تو اس سے مراد غالبًا نفلی روزہ ہے کہ اگر تم نفلی روزے بھی بجا لایا کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے یا تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

اب روزوں کے مسائل کے متعلق کچھ احادیث ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے"۔(بخاری کتاب الصوم) ۔ تو یہ ہمارے ہاں رواج ہے کہ بچوں کو بھی صبح سحری کے وقت اٹھاتے ہیں اور شامل کر لیتے ہیں اس سے ان کو عادت پڑ جاتی ہے صبح اٹھنے کی اور سحری میں اس پہلو سے بہت برکت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "جس وقت تم میں سے کوئی ایک اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے"۔(سنن ابی داؤد کتاب الصوم)

مراد یہ ہے کہ اذان کے وقت اگر انسان کھانا کھا رہا ہے تو اس خیال سے کہ نماز میں نہ پہنچے تو یہ شرک ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے۔ جس کو بھوک لگی ہو گی وہ اگر اپنی بھوک پوری نہیں کرے گا تو نماز میں بھی پھر بھوک ہی اس کو ستائے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو کھانا شروع کر چکا ہو وہ جاری رکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ بھی سنت تھی کہ جب کھانا کھا رہے ہوتے تھے اور اذان ہو جاتی تھی تو بعض دفعہ آپ وہ چیز ہاتھ میں پکڑ کر چلتے ہوئے بھی کھانا کھا لیتے تھے۔ اس سے یہ استنباط ہم کرتے ہیں کہ یہ بالکل درست ہے کہ کھانا کھڑا ہو کر کھانا بھی جائز ہے۔ بعض علماء اس میں شدت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہرگز کھڑے ہو کر کھانا نہیں کھانا چاہئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہی شریعت جاری کی ہے اس لئے آپ کی سنت بہرحال ہمیں پابند کرتی ہے کہ اگر کھڑے ہو کر بھی کھانا کھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں اس لئے ہماری دعوتوں وغیرہ میں یہ رواج ہے کہ بہت سے لوگ جن کے لئے کرسیاں وغیرہ نہ رکھی جا سکیں ان کے لئے کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے"۔

اب بھول کر جو کھایا جاتا ہے اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے وہ اپنے روزہ کو پورا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔(بخاری کتاب الصوم)

یعنی بھول کر جو روزہ توڑتے تو نہیں مگر بھول کر روزہ میں کھانا کھا لیتے ہیں یہ ان کی اللہ کی طرف سے دعوت ہے۔ تو یہ سمجھ کر کہ میرے کھانے سے روزہ ٹوٹ گیا روزہ چھوڑنا نہیں چاہئے اس کو مکمل کرے کیونکہ خدا کے نزدیک وہ روزہ مکمل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کھاتے ہوئے اگر کوئی دیکھ لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو ایک دفعہ ایک بچی روزہ میں چھپ کر کھانا کھا رہی تھی تو کسی بھائی نے اس کو دیکھ لیا، تو اس نے کہا او ہو! تم نے تو میرا روزہ توڑ دیا دیکھ کر حالانکہ دیکھتا تو خدا ہے روزہ توڑنے والا جو ہے وہ جان کے نہ توڑے، بھول کر کھا لے تو ہرگز گناہ نہیں ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے"۔(بخاری کتاب الصوم)

اب یہ بھی ایک خاص نصیحت ہے۔ عام طور پر شیعوں میں یہ رواج ہے کہ بہت دیر میں افطار کرتے ہیں اور اس کو نیکی سمجھتے ہیں مگر جب اللہ کی طرف سے اجازت مل جائے اور افطار کا وقت شروع ہو جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس میں جلدی کیا کرتے تھے، ذرا بھی دیر نہیں کرتے تھے۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی تھی کہ جب خدا کی طرف سے رخصت مل گئی تو خوشی سے فوری طور پر اس کو قبول کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک ہدیہ ہے تو اس لئے شیعوں کی طرح رمضان میں افطاری کے وقت دیر کرنا جائز نہیں ہے۔ جب افطاری کا وقت ہو جائے اس وقت روزہ کھول لینا چاہئے۔ لیکن بعض دفعہ بادل آئے ہوئے ہوتے ہیں اور غلطی سے پتہ نہیں لگتا اور بعد میں سورج نکل آتا ہے تو اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ حقیقت میں ان کا روزہ ٹوٹتا نہیں ہے۔ انہوں نے خدا کے رسول کی اس ہدایت کے تابع جلدی کی جس کا میں نے ذکر کیا ہے اسلئے ہرگز ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جب سورج نکل آئے تو اس وقت ہاتھ روک لیں اور جب افطاری کا وقت ہو جائے تو پھر دوبارہ کھانا شروع کر دیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنے والے میرے بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: "رسول کریم ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور دیکھا کہ اُس میں ایک آدمی پر سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے"۔

(بخاری کتاب الصوم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تعامل یہی تھا کہ بعض دفعہ لوگ سفر کر کے قادیان پہنچتے تھے اور اذان ہونے میں چند منٹ رہتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کی خاطر ان کو کچھ پیش کر دیا کرتے تھے تو وہ عرض کرتے تھے کہ ہم روزہ دار ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں تو روزہ کا حکم نہیں ہے۔ اگر چند منٹ بھی رہتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ اب روزہ توڑ دو یہ تمہارا روزہ ہے ہی نہیں۔ جو روزہ خدا کے منشاء کے خلاف ہے وہ کیسے روزہ ہو گیا۔ تو سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

اب ایک ہی مسئلہ بن جاتا ہے کہ چھوٹا سفر یا لمبا سفر، ہوائی جہاز کا سفر، یہ سب سفر ہی ہیں۔ جب انسان سفر کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے تو سفر کی صعوبتیں ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ جہاز میں بھی جب چلتا ہے تو سفر شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ غلط فہمی ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو علم نہیں تھا کہ اگلے زمانے میں جہاز جو ہیں تیز چلا کریں گے اور اس میں چند گھنٹے کے اندر معاملہ ختم ہو جائے گا اس لئے روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا۔ قرآن کریم میں تو پیشگوئیاں ہیں پوری وضاحت کے ساتھ کہ جب آسمان پر اس طرح رستے بنیں گے اور آسمان ذَاتِ الْحُبُكِ ہو جائے گا۔ اور اس میں تیزی کے ساتھ جہاز سفر کر رہے ہونگے تو اللہ تعالیٰ کو نہ صرف علم ہے بلکہ اس کی پیش خبری قرآن کریم میں موجود ہے۔ پس یہ الزام ہے آنحضرت ﷺ پر گویا آپؐ نے بے خبری میں یہ ہدایت کی تھی۔ سفر چھوٹا ہو یا بڑا ہو رواج یہ تھا صحابہ کا کہ جب سفر کے لئے نکلتے تھے تو شہر کی حدود سے باہر نکلتے ہی ان کا سفر شروع ہو جاتا تھا اور جب شہر کی حدود میں واپس آکر داخل ہونے والے ہوتے تھے تو وہاں کچھ ٹھہر کر ستا کر، اپنا روزہ، کوئی روزہ تو خیر نہیں رکھتے تھے، مگر کچھ کھا پی لیتے تھے تاکہ اب پھر تسلی سے شہر میں جا کر پھر روزے رکھیں گے۔

ایک روزہ دار کی عادت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق یہ ہے کہ روزہ دار کی بہترین عادت میں مسواک کرنا ہے۔ پس مسواک کرنا صبح و شام اور یا آج کل کے طریق پر برش سے اور کسی پیسٹ سے دانت صاف کرنا یہ سنت ہے، سنت رسول ہے، اس پر عمل کرنا چاہئے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لیے معروف نام

الرّحیم جیولرز حیدری
اور
الرّحیم نیو جیولرز حیدری

اور اب

الرّحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ

مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

اسی طرح خوشبو لگانا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تیل اور خوشبو کا استعمال کرنا روزہ دار کے لئے بطور تحفہ ہے۔

اب سوالات بھی لوگ عجیب عجیب کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ روزہ داروں کو آئینہ دیکھنا جائز ہے کہ نہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ آئینہ دیکھنے میں کیا گیا ہوگا۔ فرمایا: ”جائز ہے“۔

اب اسی طرح کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟۔ فرمایا: ”جائز ہے“۔ اب آج کل تو داڑھی کو تیل لگانے کا رواج نہیں مگر پرانے زمانے میں لوگ لگایا کرتے تھے۔

سوال ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے کہ نہیں؟۔ فرمایا: ”جائز ہے“۔

سوال ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟۔ فرمایا: ”مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے“۔

اب سوالات بھی دیکھیں کیسے حیرت انگیز ہیں اور سرمے کے شوقین ان کو یہ نہیں پتہ لگتا کہ سرمہ لگانے والے مردوں کی آنکھوں کو آنکھیں اچھی نہیں لگتیں مگر پرانے زمانے میں یہ رواج تھا کہ آنکھوں کو خوب سرمے سے تیز کیا جاتا تھا۔

اب سورۃ البقرہ کی ۱۸۶ آیت۔ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ . وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ.﴾ اس کا ترجمہ ہے: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا“۔ اور اس کا ترجمہ یہ ہے اور وہ بھی درست ہے ﴿اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ کہ رمضان کے بارہ میں قرآن اتارا گیا ہے۔ رمضان کے مہینے میں بھی اتارا گیا ہے اور اس میں رمضان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔ ”کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا“۔

اب مہینے کو دیکھنے سے مراد ہے رمضان کا چاند دیکھ لے۔ اب کل سے انشاء اللہ رمضان شروع ہوگا۔ آج کل کے زمانے میں تو ایسے حساب نکل آئے ہیں کہ چاند کے متعلق پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ کب نکلے گا۔ آج رات تو انشاء اللہ رمضان کا چاند نکل آئے گا۔ تو اگر سفر پر ہو یا مریض ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔

اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسائش ہے کہ دوسرے ایام میں ضروری نہیں کہ اگر مجبوراً گرمیوں کے روزے چھوٹے ہیں تو آئندہ گرمیوں میں ہی روزے رکھے۔ نسبتاً ٹھنڈے اور آرام دہ دنوں میں بھی رکھ سکتا ہے۔ لیکن بہانہ جوئی نہ ہو بلکہ حقیقت میں کسی مجبوری سے اس کے روزے چھوٹے ہوں۔ چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی پوری کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو“۔

ایک سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان تمہارے پاس آیا ہے وہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو تم پر فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں“۔

اب یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ جو رمضان کے مہینے میں ہر قسم کی بدیاں ہو رہی ہیں وہاں تو شیطان نہیں جکڑے جاتے۔ یہ تو صرف مومنوں کے لئے ہے۔ مومنوں کے دلوں کے شیطان جکڑے جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ لغزش کرنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ پس شیاطین، دنیا کے شیاطین تو کھلے پھرتے ہیں ان کو نہیں جکڑا جاتا۔

حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کی رات کی جو بھلائی ہے جو اس سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا“۔ (سنن النسائی، کتاب الصیام)

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اُسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالتِ ایمان میں ثواب کی نیت سے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اس کی ماں نے اُسے جنم دیا۔

(سنن النسائی کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے۔ مومنوں کے لئے اس سے بہتر مہینہ کوئی نہیں گزرا اور منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا۔ (مسند احمد باقی المستکثرین)

تو مومنوں کے لئے رمضان کا سایہ فگن ہونا بظاہر تو تپش سے انسان کا بہت برا حال ہوتا ہے۔ تو رمضان کا ان پر رحمت کا سایہ ہوتا ہے اور منافقوں کے لئے بڑی مصیبت ہے، بڑی مشکل سے دن کاٹتے ہیں کہ رمضان گزرے تو ہمیں بھی کھلی چھٹی ملے جو چاہیں کریں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اُس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا مگر اُس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ اُس شخص کی ناک بھی مٹی میں ملے جس کے پاس رمضان آیا اور گزر گیا قبل اس کے کہ اُس کے گناہ بخشے جائیں۔ اُس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے پاس اُس کے والدین بڑھاپے کو پہنچے اور اُسے جنت میں داخل نہ کروا سکے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند باقی المکثرین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سنن الدارمی میں روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کسی نے رمضان کے روزوں میں سے ایک روزہ بھی بغیر کسی جائز مجبوری یا بیماری کے چھوڑا تو خواہ وہ شخص عمر بھر روزے رکھتا رہے اس کا عمر بھر روزے رکھنا بھی اس کا کفارہ ادا نہیں کر سکتا۔ (سنن الدارمی کتاب الصیام)

پس بیماری کے بغیر عمداً روزہ چھوڑنا۔ آج کل خیال کیا جاتا ہے کہ روزے اگر چھٹ جائیں خواہ مہینوں چھوٹے رہیں تو ان کی قضائے عمری ہو سکتی ہے اور روزے مسلسل رکھے جا سکتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ جو روزہ عمداً چھوڑا جائے وہ گیا، اس کا تو علاج صرف یہ ہے کہ استغفار کرے اور آئندہ عمداً روزہ نہ ترک کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک حوالہ ہے: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ: قرآن شریف کا طرز ہے کہ پہلے عام فضائل سکھاتا ہے، پھر خاص فضیلت کی بات۔ اِسی طرح پہلے عام رذائل سے ہٹاتا ہے پھر اَرذل الرذائل شرک سے۔ پہلے عام بات کا حکم ہوتا ہے پھر خاص کا۔ مثلاً پہلے عمرہ وغیرہ کا ذکر ہے پھر حج کا۔ پہلے صدقات کی ترغیب ہے پھر زکوٰۃ کی۔ اِسی طرح پہلے یہاں عام طور پر نفلی و فرضی روزوں کا حکم دیا ہے پھر رمضان کے روزوں کا حکم دیتا ہے۔ پہلے شہر رمضان کی فضیلت بیان کی ہے کہ اس میں قرآن شریف نازل ہوا۔ چونکہ قرآن کا اطلاق جزوِ سورہ پر بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام قرآن ماہِ رمضان میں نازل ہوا ہے بلکہ صرف ایک جزو سورۃ

جرمنی کے احباب کے لئے سنہری موقع

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

گورنمنٹ جرمنی کا تسلیم شدہ ایجوکیشن سنٹر

Tel :0049+511+404375 & 0049+1703826764 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: Khalid@t-online.de Ehrharstr.4 30455 Hannover

(Telekommonikationstechnik) کا جدید ترین کالج

Informatiker , IT- System-Elektroniker and other neu IT-Profession's

Arbeitsamts سے اپنے تعلیمی اخراجات دلوانے کے لئے مزید معلومات ہمارے دفتر سے حاصل کریں

Fach Informatiker, IT-System-Electroniker and other neu IT-Profession's

in only 4 weeks IHK Certificate for (MCSE+MCDBA IT-System Administrator)

For (MCSE+CCNA+CCNP IHK Certificate in 4 weeks Netzwerk Administrator)

فرانکفورٹ اور اس کے گردونواح میں رہنے والے احباب

ہمارے بیت السبوح کے ساتھ ملحقہ دفتر سے تفصیلی معلومات مندرجہ ذیل پتہ پر حاصل کر سکتے ہیں

Ask Consultants

Bertaung. Finanzdienstleistungen & Immobiliengesellschaft

حکومت جرمنی ذاتی مکان خریدنے والوں کی ایک لاکھ مارک اور زائد رقم سے بھی یہ مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

ذاتی مکان خریدنے، بنانے نیز قرضہ کی سہولت اور حکومت سے حاصل ہونے والی مدد کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Khawaja Mohammad Aślam & Ahsan Sultan Mahmood Kahloon

Berner Strasse 60 - 60437 Frankfurt am Main. Tel 069-950 95940

کانزول بھی کافی ہے۔ مَیں نے جو تحقیق کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ جن دنوں غارِ حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے، وہ دن رمضان کے تھے اور وہیں پہلی سورۃ کا جزو نازل ہوا۔“

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

”الفُرْقَان: قرآن سے مجھے اِس کے یہ معنے معلوم ہوئے کہ فرقان نام ہے اُس فتح کا جس کے بعد دشمن کی کمر ٹوٹ جائے اور یہ بدر کا دن تھا۔ غزوۂ بدر بھی ماہِ رمضان میں ہوا ہے۔ غرض رمضان المبارک کیا بلحاظ فتوحاتِ دنیاوی اور کیا باعتبار ابتداء نزولِ قرآنی یا تاکیدِ قرآنی ہر طرح قابل حرمت ہے۔“(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیّت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا“۔(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ ۲۵۸۔۲۵۹)

یہ آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے:

”اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لیے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا، فرمانبرداری میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واضح طور پر فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے۔ تمہارا اگر یہ خیال ہے کہ نیکیوں میں بڑھ کر تم خدا تعالیٰ کو تھکا دوگے تو خدا تعالیٰ تو کبھی تھک نہیں سکتا۔ تم خود تھک ہار کر رہ جاؤ گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رضاجوئی کی خاطر جتنی آسانیاں وہ دیتا ہے وہ خوشی سے قبول کرو اور بہتر ہے کہ اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا کرو۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضاً اَوْ عَلیٰ سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا“۔

(الحکم جلد ۱۱۔ نمبر ۴۔ بتاریخ ۳۱/ جنوری ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا تکلف ہر کام کرتے تھے۔ ایک ذرہ بھی اس میں کسی قسم کا دکھاوا نہیں تھا۔ ایک دفعہ جوانی کی عمر میں تو آپ نے چھ مہینے تک مسلسل روزے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اور جب روزہ نہیں ہوتا تھا تو مجلس میں اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ رمضان کا مہینہ ہے اگر کچھ منہ خشک ہو، کچھ پینے کی ضرورت پڑے تو اس موقع پر ایک دفعہ ایک بہت بڑا فتنہ برپا ہو گیا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہ روزوں کے قائل نہیں ہیں حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء تھا۔ آپ کی طبیعت میں تکلف کوئی نہیں تھا۔ بے ریا طبیعت تھی اور اس کے مطابق آپ نے خود تو نہیں مانگا مگر کسی نے منہ خشک ہوتے دیکھ کر پیالی آگے کر دی۔ اس وقت یہ سوچا کہ اگر مَیں نے اب یہ روک دیا تو یہ دکھاوا ہو جائے گا کہ دیکھو مَیں روزہ دار ہوں تو اس کو قبول کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ دکھاوے کو پسند نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ رمضان کے چند دن جو کل سے شروع ہونے والے ہیں ان میں ہر قسم کے ریا سے پاک رہتے ہوئے ہم اپنا رمضان گزاریں۔ چند دن ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور جب ایک دفعہ شروع ہوتا ہے پھر ایک لٹو کی طرح چل پڑتا ہے۔ اور ابھی دیکھتے دیکھتے یہ ختم ہو جائے گا۔ تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں سچے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀......✡✡✡✡......❀❀❀

بقیہ:خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی دعا کرتا ہے تو یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز اس کو دے دیتا ہے یا اس سے کوئی تکلیف دور کر دیتا ہے بشرطیکہ کہ یہ دعا کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارہ میں نہ ہو۔

حضرت عائشہؓ کے استفسار پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر نصیب ہو تو یہ دعا کرو ”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی“ کہ اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، عفو کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف فرمادے۔ حضور ایدہ اللہ نے یہ دعا عربی میں یاد کر کے پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے۔ آپ فرماتے ہیں مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں مانگتا وہ ظالم ہے۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ دینے والا وہی ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا ہے کہ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے۔ مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پا لیتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض اوقات دعا بصورت ردّ بھی قبول ہوتی ہے کیونکہ جو چیز اس نے مانگی ہے وہ اس کے مفید مطلب یا نتیجہ خیز نہیں ہوتی تو اس کی بھلائی کے لئے دعا ردّ کی جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ انسان بدی سے بچ نہیں سکتا جب تک خدا کا فضل نہ ہو۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعا کریں۔ اصل دعا دین ہی کی دعا ہے۔ جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے راہ کھول دیتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات اعجاز المسیح اور الھُدیٰ والتَّبصرَۃ لِمَنْ یَّریٰ کا ذکر فرمایا جو حضور علیہ السلام کی قبولیت دعا کا ثمرہ ہیں۔ خطبہ کے آخر پر حضور علیہ السلام کی ایک دعا کا بھی ذکر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا خدا رحیم و کریم ہے۔ رونے والوں پر اس کا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو پہلے روتے ہیں نہ کہ مُردوں کی لاشوں کو دیکھ کر۔ اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ۔ دعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم کیا جائے۔

بقیہ:اجتماع خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو از صفحہ ۱۶

کروایا گیا۔ ان میچوں کو کثیر تعداد نے شوق سے دیکھا اور بہت محظوظ ہوئے۔

علمی مقابلہ جات

اس کے بعد خدام میں علمی مقابلے کروائے گئے جن میں تلاوت قرآن کریم، اذان اور سیرت حضرت محمد ﷺ اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پچاس سوالات شامل تھے۔ خدام نے ان پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایک کوئز کا پروگرام بھی ہوا۔ مقابلہ اس قدر سخت تھا کہ فیصلہ بہت مشکل تھا۔ تمام سامعین ان پروگراموں سے مستفید ہوئے۔

الحمد للہ اس اجتماع میں ۱۵ سے زائد گاؤں کے تین صد افراد نے شمولیت کی جن میں سے بعض سائیکلوں پر جبکہ دیگر بسوں اور ٹرکوں کے ذریعہ اجتماع میں شامل ہوئے۔ اس اجتماع میں کم و بیش ۲۰۰ افراد نو مبایعین تھے۔

اختتامی تقریب

نماز ظہر اور عصر کے بعد اختتامی تقریب منعقد کی گئی۔ مکرم عمر معاذ صاحب، مبلغ آئیوری کوسٹ نے اپنے اختتامی خطاب میں ”جماعت احمدیہ میں خدام الاحمدیہ کی اہمیت اور ذمہ داریاں“ کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں کامیابی حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اختتامی دعا کے ساتھ بنفورہ ریجن کے خدام الاحمدیہ کا یہ دو روزہ اجتماع کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

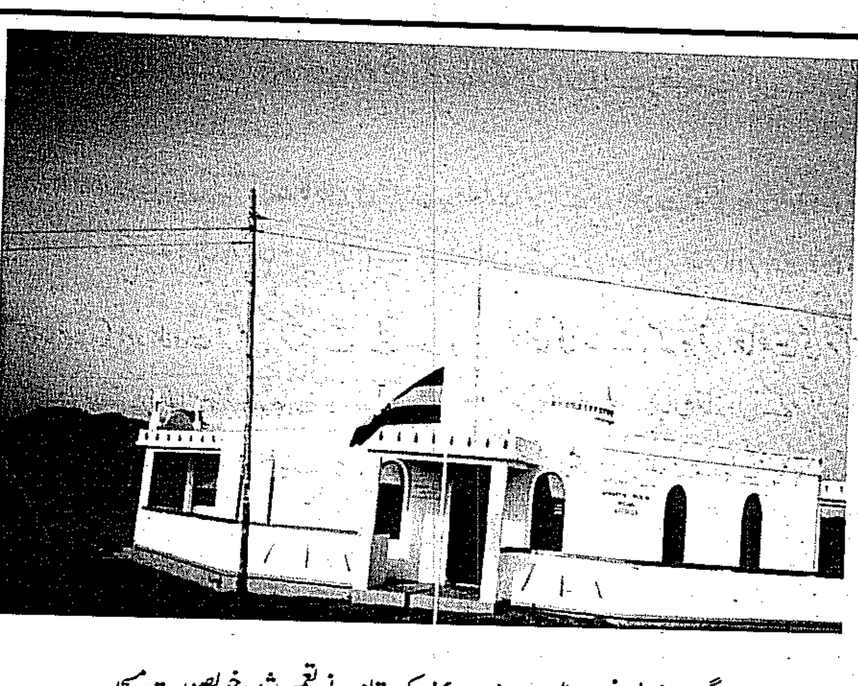

گھانا مغربی افریقہ میں Kperiga کے مقام پر نو تعمیر شدہ خوبصورت مسجد

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

خونریزی کے ارادوں تک پہنچ گئے۔ خداتعالیٰ کے علم سے کوئی شے باہر نہیں۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھرام کی پرستش کرکے اس کو گوسالہ بنائیں گے اس لئے اس نے کذلک کے لفظ سے لیکھرام کے قصہ کی طرف اشارہ کردیا۔ توریت خروج باب ۳۲ تا ۳۵ سے ثابت ہے کہ خداتعالیٰ نے بنی اسرائیل پر گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وباان میں پڑ گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے اور اس عذاب کی خبر کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے میں ان کو نجات دوں گا۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الاعراف: ۱۵۴)۔ یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی دھن میں برے کام کئے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خداتعالیٰ ایمان کے بعد ان کے گناہ بخش دے گا اور ان پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے"۔

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۷۰)

آیت ۱۵۴: ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ .... الخ﴾ کے تحت علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

"ارشاد خداوندی ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْا﴾ اس امر کا فائدہ دیتا ہے کہ برائیوں کے عمل سے توبہ کرنا اولین شرط ہے۔ اس طرح کہ ان کو پہلے ترک کردیا جائے اور پھر ان کی طرف نہ لوٹے۔ پھر اس کے بعد حقیقی طور پر ایمان لائے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ یہ تصدیق کرنا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یقیناً تیرا رب اس کے بعد بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ تمام برائیاں اس لحاظ سے مشترک ہیں کہ ان سے توبہ بخشش کا موجب بنتی ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ﴾ ہر قسم کی بدی پر حاوی ہے اور اصل مفہوم یوں ہے کہ جو کوئی سب برائیوں کا مرتکب ہوگا پھر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب برائیاں بخش دے گا اور یہ امر سب سے بڑا ہے جو گنہگاروں کے لئے بشارت اور مسرت کا باعث ہے۔ واللہ اعلم"۔

(تفسیر کبیر رازی)

آیت ۱۵۵ کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿نُسْخَةٌ﴾ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ مفردات امام راغب میں ہے نَسَخَ الْكِتَابَ نَقَلَ صُوْرَتَهُ الْمُجَرَّدَةَ اِلٰى كِتَابٍ آخَرَ وَذٰلِكَ لاَ يَقْتَضِيْ اِزَالَةَ الصُّوْرَةِ الْاُوْلٰى بَلْ يَقْتَضِيْ اِثْبَاتَ مِثْلِهَا فِيْ مَادَّةٍ اُخْرٰى كَاتِّخَاذِ نَقْشِ الْخَاتَمِ فِيْ شُمُوْعٍ كَثِيْرَةٍ۔ نَسَخَ الْكِتَابَ سے مراد صرف کتاب کی تحریر کو کسی دوسری کتاب میں لکھنا ہے اور اس سے مقصود پہلی صورت کو زائل کرنا نہیں ہوتا بلکہ کسی اور مادے سے اسی جیسی بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک مہر کے نقوش متعدد مقامات پر لگادیئے جائیں۔ (مفردات امام راغب)

اسی طرح ﴿نُسْخَةٌ﴾ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ نُسْخَةٌ سے مراد ہے اصل کتاب جس سے اس کی نقل تیار کی جائے۔ اسی سے محاورہ ہے "هٰذِهِ نُسْخَةٌ عَتِيْقَةٌ" یہ قدیم نسخہ ہے۔ وَالنُّسْخَةُ: الْكِتَابُ الْمَنْقُوْلُ لِاَنَّهُ قَامَ مَقَامَهُ ج نُسَخٌ۔ اور ﴿نُسْخَةٌ﴾ نقل شدہ کتاب کو بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ پہلی کتاب کی قائم مقام ہو جاتی ہے۔ اس کی جمع نُسَخٌ آتی ہے۔ (اقرب الموارد)

اسی طرح اَلنَّسْخُ کا معنی ہے تیرا کتاب سے اس کی حرف بحرف نقل تیار کرنا۔ اصل کتاب کو بھی نُسْخَةٌ کہتے ہیں اور اصل کتاب سے جو نقل تیار کی جائے اسے بھی نُسْخَةٌ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی جگہ لے لیتی ہے اور نقل تیار کرنے والے کو نَاسِخٌ اور مُنْتَسِخٌ کہتے ہیں۔ (لسان العرب)

﴿يَرْهَبُوْنَ﴾ کی لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلرَّهْبَةُ وَالرَّاهِبُ ایسے خوف کو کہتے ہیں جس میں احتیاط اور اضطراب بھی شامل ہو ...... رُهَبٌ گھبراہٹ ...... اِسْتِرْهَابٌ کے معنی خوف زدہ کرنے کے ہیں ...... اَلْاِرْهَابُ کے اصل معنی اونٹوں کو خوفزدہ کرنے کے ہیں اور اسی سے رَهَبٌ ہے جس کے معنے لاغر اونٹنی کے ہیں۔ (مفردات امام راغب)

امام رازی کہتے ہیں کہ "آیت کا ظاہری منطوق یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب معلوم ہوگیا کہ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی اور ان پر عذر کا درست ہونا ظاہر ہوگیا تو اس پر ان کا غضب ٹھنڈا پڑ گیا اور یہ وہ وقت تھا جب انہوں نے دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے۔ اور اپنے بھائی کے لئے یہ دعا کرنا ان کے غضب کے زائل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ غضب کی نشانیوں میں سے مقدمات کے طور پر وہی دو فعل ہیں جو ان سے سرزد ہوئے۔ پس ان دو فعلوں کی ضد غضب کے ٹھنڈا ہونے کی علامت ہے۔

ارشاد الٰہی ﴿اَخَذَ الْاَلْوَاحَ﴾ سے مراد وہ الواح ہیں جن کا ذکر پہلے آیت ﴿وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ﴾ میں ہو چکا ہے' اور ظاہری طور پر یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ اس میں سے کوئی چیز نہ ٹوٹی اور نہ باطل ہوئی۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ تورات کے چھ حصے آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے ایسا نہیں ہے۔ ارشاد الٰہی ﴿وَفِيْ نُسْخَتِهَا﴾ میں نسخہ لکھنا نقل اور تبدیل سے عبارت ہے۔ پس جب تو کسی کتاب سے کتاب حرف کے بعد حرف کی صورت میں لکھتا ہے تو کہے گا کہ نَسَخْتُ ذٰلِكَ الْكِتَابَ گویا پہلی کتاب میں جو کچھ تھا وہ تُو نے دوسری کتاب میں منتقل کردیا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جہاں نسخ کا لفظ آیا ہے وہاں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو باتیں رکھنے والی تھیں انہیں محفوظ کرلیا۔ قرآن میں ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں۔

آیت ۱۵۶: کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿اِخْتَارَ﴾ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اَلْاِخْتِيَارُ کے معنی "بہتر چیز کی طلب اور اس کو کرنا" کے ہیں۔ اسی طرح اختیار اس کام یا چیز کے لئے بھی بولا جاتا ہے جسے انسان خیر یعنی بہتر سمجھتا ہے خواہ وہ حقیقت میں بہتر نہ بھی ہو۔ قرآن کریم میں ہے ﴿وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾۔ مُخْتَارٌ کا لفظ متکلمین کے نزدیک انسان کے ہر اس فعل کے متعلق بولا جاتا ہے جس کے کرنے میں انسان پر کسی قسم کا جبر و اکراہ نہ ہو۔ (مفردات امام راغب)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس آیت کا یہاں حوالہ دیا ہے ﴿اِخْتَرْنَاهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کو یہودیوں کی دماغ کی فضیلت کا علم تھا اس لئے انہیں فضیلت دی گئی۔ یہودیوں کا دماغ اتنا زیادہ ہے کہ اس کی وجہ سے انہوں نے دنیا پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور اس آیت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس علم کے باوجود کہ وہ یہ حرکتیں کریں گے پھر بھی خدا نے ان کو دوسری قوموں پر فضیلت دی۔ حضور نے فرمایا کہ عالمین پر فضیلت ذہنی فضیلت ہے، عملی فضیلت نہیں۔

لفظ ﴿الرَّجْفَةُ﴾ کی لغوی تشریح میں فرمایا: اَلرَّجْفُ: شدید اضطراب۔ رَجَفَتِ الْاَرْضُ اَوِالْبَحْرُ: زمین میں زلزلہ یا سمندر میں تلاطم برپا ہوا۔ بَحْرٌ رَجَّافٌ متلاطم سمندر۔ قرآن کریم میں ہے ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴾ اَلْاِرْجَافُ جھوٹی افواہ پھیلا کر اضطراب پھیلانا۔ (مفردات امام راغب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "وَاخْتَارَ مُوْسٰى: اس پر موسیٰ کی قوم نے کہا ہم کس طرح یقین کریں۔ یہ باتیں خدا نے کہی ہیں آپ نے ۷۰ آدمیوں کو منتخب کیا۔

﴿اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾: وہ آتش فشاں پہاڑ تھا، زلزلہ آیا، توجہ الی اللہ کے لئے تھا۔ وہ دوڑے اور کہا کہ ہم بلکہ ہماری اولاد خدا کی آواز کبھی نہیں سننا چاہتے۔ اسی بے ادبی کا نتیجہ تھا کہ موسیٰؑ ایسا پیغمبر پھر ان میں سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے بھائیوں میں پیدا ہونے کی بشارت ملی"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

آیت ۱۵۷: ﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً ...... الخ﴾ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"حدیث نبوی میں ہے ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ سعید بن المسیب نے انہیں بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو (۱۰۰) اجزاء پر تقسیم فرمایا۔ ان میں سے ننانوے اجزاء کو اپنے پاس روک رکھا ہے اور صرف ایک حصہ کو زمین پر نازل فرمایا ہے۔ اور اسی ایک جزو کا نتیجہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ ایک چوپایہ بھی اپنے بچے سے اپنا کھر اس خوف سے کہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے اٹھا لیتا ہے۔

(مسلم کتاب التوبہ، باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ و انها سبقت غضبه)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ تمثیلات ہیں اور یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ اس سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے جو مخلوقات میں ایک دوسرے پر رحم دکھائی دیتا ہے۔ تو یہ تصور کرو کہ اللہ کتنا زیادہ رحم کرنے والا ہوگا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعائیں کرو کہ وہ اپنے بے انتہاء رحم کے ذریعہ ہمیں معاف فرمادے۔

علامہ زمخشری کہتے ہیں: "دنیا کی "حَسَنَة" سے مراد صحت و عافیت، پاکیزہ زندگی اور اطاعت کی توفیق ملنا ہے اور آخرت کی "حَسَنَة" سے مراد جنت ہے۔ ﴿هُدْنَا اِلَيْكَ﴾ کے معنے ہیں کہ ہم تیری طرف توبہ کرتے ہوئے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿فَسَاَكْتُبُهَا﴾: اب یہ انعام کسی اور قوم کو ملے گا۔ ﴿يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾: سچی پاکیزگی، اپنے نفس کو مزکی و مطہر کردینا"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾: اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو"۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴۳۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"﴿عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ میں اپنا عذاب جس کو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۴۰ حاشیہ نمبر ۱۱)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ﴿مَنْ اَشَآءُ﴾ سے مراد ہے جس کو لائق سمجھتا ہوں۔ یعنی اس کی صلاحیتوں کو دیکھ کر اس کے اندرونے سے واقف ہونے کی وجہ سے وہی چاہتا ہے جس کا وہ حقدار ہو۔

پھر براہین احمدیہ میں ہے: "مَیں جس کو چاہتا ہوں عذاب پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کر رکھا ہے۔ سو مَیں ان کے لئے جو ہر ایک طرح کے شرک اور کفر و فواحش سے پرہیز کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور نیز ان کے لئے جو ہماری نشانیوں پر ایمان کامل لاتے ہیں اپنی رحمت لکھوں گا"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۱۴)

جنگ مقدس میں ہے: "اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنی صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے یعنی یہ صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے کہ اول قانون الٰہی ہو اور قانون الٰہی کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا ہو اور پھر یہ صفت ظہور میں آتی ہے اور اپنا تقاضا پورا کرنا چاہتی ہے"۔

(جنگ مقدس ، روئیداد جلسہ مباحثہ ۳۱/مئی ۱۸۹۳ء ، روحانی خزائن جلد ۶ ، صفحہ ۲۰۷)

آیت ۱۵۸: کی تشریح میں لفظ ﴿اَلْاُمِّیّ﴾ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ﴿اَلْاُمِّیّ﴾ سے مراد ایسا شخص ہے جو نہ لکھ سکتا ہو اور نہ ہی کوئی تحریر پڑھ سکتا ہو۔ اُمّیّ اس امت یعنی قوم کی طرف منسوب ہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو۔ بعض کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اُمّیّ ، اُمُّ الْقُرٰی (مکہ) میں مبعوث ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ (مفردات امام راغب)

﴿اِصْرَهُمْ﴾ کی لغوی تشریح میں فرمایا: اَلْاِصْرُ کسی چیز میں زبردستی گرہ لگانا یا روک لینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ﴾ یہاں اِصْرٌ سے مراد وہ امور ہیں جو نیک کاموں اور ثواب تک پہنچنے سے ان کے لئے تاخیر کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اِصْرٌ اس عہد مؤکد کو بھی کہتے ہیں جو خلاف ورزی کرنے والے کو ثواب اور خیرات سے روک دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ءَ اَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ﴾

(مفردات امام راغب)

﴿اَلْاَغْلَالُ﴾۔ اَلْغَلَلُ کے اصل معنی کسی چیز کو اوپر اوڑھنے یا اس کے درمیان میں چلے جانے کے ہیں۔ اسی سے غَلَلٌ اس پانی کو کہا جاتا ہے جو درختوں کے درمیان سے بہ رہا ہو۔ اور کبھی ایسے پانی کو غِيْلٌ بھی کہہ دیتے ہیں اور اِنْغَلَّ کے معنی درختوں کے درمیان میں داخل ہونے کے ہیں۔ لہٰذا غلٌّ خاص کر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی کے اعضاء کو جکڑ کر ان کے وسط میں باندھ دیا جاتا ہے (مثلاً ہتھکڑی اور بیڑیاں وغیرہ) اس کی جمع اَغْلَالٌ آتی ہے اور غُلَّ فُلَانٌ کے معنی ہیں اسے طوق پہنایا گیا۔ ...... اور کنجوس شخص کو کنایۃً مَغْلُوْلُ الْيَد کہا جاتا ہے۔ (مفرادت امام راغب)

شیخ ابو الحسن القُمّی لکھتے ہیں کہ "میرے والد نے مجھ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی۔ فرمایا کہ ابلیس ملعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور وہ اپنے رب سے راز و نیاز میں مصروف تھے تو فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے اس کو کہا کہ وائے افسوس تمہیں ان سے کیا چاہئے۔ درآنحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف ہیں۔ شیطان نے کہا کہ مَیں ان سے وہی توقع رکھتا ہوں جو اس کے باپ آدم سے توقع رکھی تھی جب کہ وہ جنت میں تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اس میں سے یہ بھی ہے کہ اے موسیٰ مَیں صرف اسی کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے اور اپنے قلب پر میرا خوف طاری کرتا ہے۔ اور اپنے دن کا اکثر حصہ میری یاد میں گزارتا ہے اور رات کو اپنے گناہوں پر اصرار کرتے ہوئے بسر نہیں کرتا۔ اور میرے اولیاء اور حبآء کے حق کی معرفت رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی اے ربّ! کیا آپ کے اولیاء اور احباء سے آپ کی مراد ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب ہیں۔ فرمایا ہاں وہ بھی مراد ہیں لیکن میری اس سے مراد درحقیقت وہ ذات ہے جس کی خاطر مَیں نے آدم اور حوا کو پیدا کیا اور جس کی غرض سے جنت اور دن کو معرض وجود میں لایا۔ پس حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اے ربّ! وہ ہستی کون سی ہے؟ تو فرمایا کہ وہ ذات محمد، احمد ہے جس کو مَیں نے اپنے نام محمود سے الگ کر کے یہ محمد نام بخشا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے ربّ! مجھے اس کی امت میں سے بنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تو اس کی امت میں سے تب ہوگا اگر اس کی معرفت اس کے رتبہ کی معرفت اور اس کے اہل بیت کی معرفت حاصل کر لے گا۔ بے شک اس کی اور اس کے اہل بیت کی مثال مخلوق میں ایسے ہی ہے جیسے جنتوں میں جنت الفردوس کا مقام ہے"۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک اور حدیث میں حضرت موسیٰ کے علاوہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بھی آتا ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل کئے جانے کی درخواست کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم پہلے آچکے ہو تم اس امت میں شامل نہیں ہو سکتے۔

حسب معمول آج بھی درس کے آخر پر سوالات کے لئے وقت دیا گیا۔ چند سوالات کئے گئے جن کے جواب حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمائے۔

بقیہ: عیسائیت۔ پال اور متھرازم

از صفحہ نمبر ۴

گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکنے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے تو مسیح کا خون جس نے اپنے آپ کو ازلی روح کے وسیلہ سے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تمہارے دلوں کو مردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کرے گا"۔ (عبرانیوں باب ۹ آیات ۱۳۔۱۴)

(Paul Apostle to the Hebrews 9:13-14)

اللہ تعالیٰ کے ایک معصوم اور پاک نبی کی تعلیم اور عقائد کو کس طرح بگاڑ کر اپنے مقاصد اور اغراض کو پورا کرنے کے لئے پالؔ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پس افسوس ہے ایسی قوم پر جو ایسے اعتقاد پر اڑی بیٹھی ہے کہ نہ تو وہ تعلیم توریت میں موجود ہے اور نہ قرآن شریف میں ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تثلیث کی تعلیم انجیل میں بھی موجود نہیں۔ انجیل میں بھی جہاں جہاں تعلیم کا بیان ہے ان تمام مقامات میں تثلیث کی نسبت اشارہ تک نہیں۔ بلکہ خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے معاند پادریوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ انجیل میں تثلیث کی تعلیم نہیں۔

اب یہ سوال ہوگا کہ عیسائی مذہب میں تثلیث کہاں سے آئی؟ اس کا جواب محقق عیسائیوں نے یہ دیا ہے کہ یہ تثلیث یونانی عقیدہ سے لی گئی ہے۔ یونانی لوگ تین دیوتاؤں کو مانتے تھے جس طرح ہندو ترے مورتی کے قائل ہیں۔ اور جب پولوس نے غیر یہودیوں کی طرف رخ کیا اور چونکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح یونانیوں کو عیسائی مذہب میں داخل کرے۔ اس لئے اس نے یونانیوں کے خوش کرنے کے لئے بجائے تین دیوتاؤں کے تین اقنوم اس مذہب میں قائم کر دئے۔ ورنہ حضرت عیسیٰؑ کی بلا کو بھی معلوم نہ تھا کہ اقنوم کس چیز کا نام ہے۔ ان کی تعلیم خدا تعالیٰ کی نسبت تمام نبیوں کی طرح ایک سادہ تعلیم تھی کہ خدا واحد لاشریک ہے۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے، نہ مسیحی۔ کیونکہ حضرت مسیح نے کسی جگہ تثلیث کی تعلیم نہیں دی اور وہ جب تک زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے۔

(چشمہ مسیحی ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۳)

متھرا ازم پر مزید معلومات کے لئے دیکھیں:

1.Mithre the secret God by J.Vermaseren Bams Noble Newyork 1962.
2.Mithras by D.Tason Cooper.
3.Internet under Saul of Tarsus. Mithras cult & Christ blood.

گناہوں سے نجات کے لئے ایک طریق

چھڑ ضلع ہزارہ کے ایک احمدی بزرگ اور صحابی حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ تھے جنہیں سفر گورداسپور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ اپنی روایات میں رقمطراز ہیں کہ:

"مجھے ایک دو روحانی بیماریاں تھیں جو نہ ظاہر کرنے کے قابل تھیں اور جن کا چارہ بھی بغیر ظاہر کے نظر نہ آتا تھا۔ میں شش و پنج میں تھا کہ کیا کروں۔ جب تک ظاہر نہ کروں اصلاح کیسے ہوگی اور ظاہر کرتے ہوئے شرم دامنگیر تھی۔ اللہ اللہ حضور کی قوت اعجازی!! حضور نے خود ہی تقریر میں فرما دیا کہ بہت سے لوگ اپنی بدیوں کو چھوڑنا چاہتے ہیں مگر چھوڑ نہیں سکتے اس واسطے ان کو چاہئے کہ اس بدی کے اسباب تلاش کریں کہ وہ بدی کیوں ہوتی ہے اور کن وجوہات سے آتی ہے۔

اس ضمن میں حضرت نے مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یہ سامنے سے بدبودار دھواں آتا ہے۔ اگر منہ کے آگے ہم کپڑا کر بھی لیں تو ہاتھ ہلنے سے کپڑا ہل جائے گا اور دھواں ہم کو تکلیف دے گا اس لئے اگر ہم یہ سوچیں کہ دھواں کہاں سے آتا ہے اور وہ طاق یا روشن دان بند کر دیں کہ جس سے دھواں آتا ہے تو ہم دھوئیں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح گناہ کی حالت ہے ان اسباب سے انسان الگ ہو جائے کہ جن سے گناہ ہوتا ہے، اس جگہ، اس مکان اور پیشہ اور مجلس کو چھوڑ دے جو گناہوں کا باعث ہو"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ ۳/ستمبر ۱۹۹۸ء)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں
(مینجر)

FOZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2-SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

سو سال پہلے
تاریخ احمدیت سے

سنہ ۱۹۰۱ء

مخالف علماء کو صلح کی مخلصانہ پیشکش

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت سے لے کر اس وقت تک مخالف علماء جماعت احمدیہ کو مسلم معاشرہ سے بالجبر کاٹ پھینکنے کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہے تھے مگر حضرت اقدس تو امن وسلامتی کے شاہزادہ تھے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے مسلسل دس سال تک اذیتیں برداشت کیں اور اُف تک نہ کی۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے معتقدین کو مظالم کا تختہ مشق بنتے دیکھا اور انہیں صبر و تحمل کی تعلیم دی، گالیاں سنیں اور اس کے جواب میں دعاؤں اور تعلق باللہ کی ہدایت فرمائی لیکن اس نرمی اخلاق اور محبت ومروت کا علماء پر الٹا اثر ہوا کہ وہ اور زیادہ تشدد پر اتر آئے۔ بالآخر حضرت اقدسؑ نے امت کی صفوں میں یک جہتی اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے ۵؍مارچ ۱۹۰۱ء کو ایک اشتہار دیا جس میں علماء کو صلح کی یہ نہایت مخلصانہ پیشکش کی کہ ”آئندہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیساکہ شرط تہذیب و شائستگی ہے فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں“۔ نیز لکھا کہ ”میں نے یہ انتظام کر لیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کرے گا جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو اور اس انتظام پر اس وقت سے پورا عمل درآمد ہوگا جب کہ آپ صاحبوں کی طرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلے گا“۔

اس اشتہار میں حضورؑ نے علماء کو اس طرف بھی توجہ دلائی کہ:

”اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ تباہ ہو جائے گا اور اگر خدا کی طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقویٰ کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں ورنہ جب **احمدی فرقہ دنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے جیساکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ** ہے تو اس زمانہ میں تو یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائے گا لیکن اس وقت کی مخالفت او رمدارات خدا کے لئے نہیں ہوگی......... آئندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہوتا جائے گا دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرف آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔ وہ پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں“۔

علماء کا مصالحت سے انکار

اس زمانہ کے علماء نے جو ہر حال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام کو صفحہ ہستی سے مٹادینے کے درپے تھے صلح کے نام پر ہی سخت آگ بگولا ہوگئے اور مصالحت سے صاف انکار کرتے ہوئے بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ ہم آپ سے تہذیب وشائستگی اور مدارات کا معاملہ کرنا جائز ہی نہیں سمجھتے۔ آپ (معاذاللہ) مرتد وکافر اور داعی الی الضلال ہیں اور آیت ﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ﴾ کے مصداق ہیں۔ لہذا آپ سے صلح ان شرائط سے ہو سکتی ہے اول یہ کہ آپ علماء سے معافی مانگیں۔ دوسرے آپ اپنی تمام کتابوں کو علی رؤس الاشہاد جمع کر کے جلا دیں اور اشتہار عام کے ذریعہ سے ان کتابوں سے بیزاری کا اظہار کریں اور آئندہ پختہ عزم کریں کہ زندگی بھر ان کے مذہب کی تائید وخدمت کروں گا اور جو کچھ حق میں چھپایا ہے اسے خوب بیان کروں گا۔ جب مرزا صاحب ایسا کریں گے تب جناب پیر (مہر علی شاہ۔ ناقل) صاحب اور ہم سب اہل اسلام مرزا صاحب کو ازسرنو اسلام میں داخل ہونے کی مبارک باد دے کر مصالحت کا عہد وپیمان موافق ان کی مرضی کے فوراً شائع کردیں گے اور مشہور کردیں گے کہ مرزا صاحب کفر وارتداد سے نکل کر اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔

اس حقارت آمیز رویہ کے پیچھے صرف یہ خیال کار فرما تھا کہ یہ جماعت اپنی تعداد میں نہایت درجہ قلیل ہے اور عنقریب مخالفتوں کی تاب نہ لاکر صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لئے محو ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے صاف لکھا:

”اس فرقہ ابوجہلیہ و طائفہ احمقیہ کو اتباع مسیلمہ کذاب واسود عنسی وامثالہا پر قیاس کرنا چاہئے نہ شافعی وغیر ہما پر۔ اور عنقریب انشاء اللہ ان کی طرح خدا اس کو مضمحل ونیست ونابود کر دے گا“۔

...... ”ایسا مذہب خبیث، ناپاک، بے بنیاد، عقل اور نقل دونوں کے خلاف متناقض ومتہافت کبھی پھیل نہیں سکتا“۔

لیکن یہ محض ان کی خام خیالی تھی۔ آخر وہی ہوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا تھا کہ احمدیت کا بیج بویا جاچکا ہے۔ اب یہ عظیم الشان درخت بننے والا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرنے والے ہیں۔ چنانچہ پوری ایک صدی کی مخالفتوں اور فتنہ سامانیوں کے بعد اب احمدیت کا درخت نہایت سرعت سے شرق وغرب میں پھیل رہا ہے اور طیور ابراہیمی اس پر بسیرا کر رہے ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم۔
مؤلفہ دوست محمد شاھد)

ہیومینیٹی فرسٹ کی ایک عمدہ پیشکش
کیلنڈر 2002ء

دنیا بھر کے آفت زدہ علاقوں میں کئی سال سے مختلف رفاہی کاموں میں مصروف تنظیم ”ہیومینیٹی فرسٹ“ کی جانب سے ۲۰۰۲ء کا ایک بہت عمدہ کیلنڈر شائع کر کے دو ماہ قبل برطانیہ کے علاوہ بعض دیگر ممالک میں بھی فروخت کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کیلنڈر اپنے معیاری ڈیزائن، اعلیٰ طباعت اور دیگر پہلوؤں سے پسندیدگی کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس کیلنڈر کو خریدنا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ ایسا کرنا ”ہیومینیٹی فرسٹ“ کی رفاہی سرگرمیوں کے لئے مالی مدد مہیا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ بھی ہے۔

دیوار پر آویزاں کرنے کے لئے بڑے سائز میں شائع کیا جانے والا یہ کیلنڈر ایک خوبصورت لفافہ میں فروخت کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ کیلنڈر کے کُل سات صفحات ہیں۔ پہلے صفحہ پر ہیومینیٹی فرسٹ کا مختصر تعارف اور اس تنظیم کے رفاہی مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ اگلے چھ صفحات میں سے ہر صفحہ پر دو دو ماہ کا کیلنڈر دیا گیا ہے۔ نیز ہر صفحہ پر تین یا چار تصاویر ہیں جن کے ذریعہ ہیومینیٹی فرسٹ کی مختلف خدمات کی عکاسی ہوتی ہے اور اُن علاقوں کی تصویر کشی بھی خوبصورتی سے کی گئی ہے جہاں تنظیم کی رفاہی خدمات نے مصیبت زدہ افراد کے دلوں پر محبت و خلوص کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ نیز کیلنڈر کے ہر صفحہ پر ایسے دو اقوال بھی درج کئے گئے ہیں جن میں انسانی ہمدردی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان میں قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کے ارشادات کے علاوہ حضرت کنفیوشس، بائبل، حضرت عیسیٰؑ، خلیل جبران، مہاتما گاندھی، ڈینی تھامس، حضرت بدھا اور ولیم شیکسپیئر کے علاوہ انگریزی اور یوروبا زبانوں میں بیان کئے جانے والے اقوال شامل ہیں۔

کیلنڈر کے ہر صفحہ کو مختلف حوالوں سے پیش کیا گیا ہے مثلاً بوسنیا، گفٹ آف سائٹ، کوسووو کرائسس، فیڈ دی فیملی اور ترکی و بھارت میں زلزلہ زدگان کی امداد وغیرہ۔ الغرض اس کیلنڈر کا ہر صفحہ ایسی رنگین تصاویر اور عبارتوں سے مزین ہے جو بہت پُراثر اور انسانی ہمدردی کا ایک اہم پیغام اپنے اندر رکھتی ہیں۔

یہ کیلنڈر براہ راست ”ہیومینیٹی فرسٹ“ کے دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ نیز بعض احمدیہ مشن ہاؤسز سے بھی دستیاب ہیں۔ ہیومینیٹی فرسٹ کا پتہ حسب ذیل ہے:

6 Hardwicks Way,
London SW18 4AJ
Telephone: 020-8877 3461

(تبصرہ:۔فرخ سلطان)

نمازوں میں سُستی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

”حقیقت یہ ہے کہ نمازوں میں سستی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا وصال ہاتھ سے جاتا ہے اور اس کی صفات کا علم انسان کو حاصل نہیں ہوتا۔ پس اس کے نتیجہ میں ضلال پیدا ہوتا ہے۔ دعا کی کمی کی وجہ سے ناکامی آتی ہے۔ اتباع شہوات سے علم اور دلیل سے رغبت کم ہو کر جہالت میں انہماک پیدا ہوتا ہے اور ان سب چیزوں کے جمع ہونے کی وجہ سے ہلاکت پیدا ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر حصہ پنجم صفحہ ۳۱۸)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALSNEEDS

31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

صحابہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(شبیر احمد ثاقب۔ ربوہ)

قسط نمبر ۳

سبحان اللہ ! آنحضرتؐ کی محبت نے صحابہ کے اندر کیا کیا رنگ بھر دیئے تھے۔

☆......حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ غزوہ احد کے لئے روانہ ہونے لگے تو بیٹے سے کہا کہ ممکن ہے مَیں شہید ہو جاؤں اور رسول اللہ کے سوا مجھے کوئی تم سے زیادہ عزیز نہیں۔ تم میرا قرض ادا کر دینا۔

(اسدالغابہ تذکرہ عبداللہ بن محمد)

☆......وفد عبدالقیس جب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ لوگ سواریوں سے اترتے ہی آپ کی طرف ایسے وفور محبت سے دوڑے کہ آپؐ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومنے لگے۔

☆......صحابہؓ آپؐ کی رفاقت کو یاد کر کے بہت رویا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے براہ راست سنی ہو اور آپ کو خوب یاد ہو اور آپ اس کو اچھی طرح سمجھتے ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا اچھا سناتا ہوں۔اور پھر بات اس طرح شروع کی کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب اس کمرے میں صرف مَیں تھا اور میرا آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ہمارے سوا کوئی نہ تھا اور ساتھ ہی ان پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی کہ شدت جذبات سے کپکپی طاری ہو گئی اور آواز بھرا گئی اور نیم بیہوشی میں چلے گئے۔افاقہ ہوا تو پھر وہی غشی طاری ہو گئی۔ تیسری دفعہ پھر وہی ہوا اور بمشکل وہ حدیث بیان کر سکے۔یہ وہ ہجر کے داغ تھے جو صحابہ کے دلوں میں ہمیشہ رہتے تھے اور جب بھی کوئی موقعہ اپنے محبوب کی یاد کو تازہ کرتا تو یہ زخم ہرے ہو جاتے۔

☆......غزوہ تبوک سخت گرمیوں میں ہوا۔اس کی شدت اور سختی کو قرآن کریم نے بھی بیان کیا ہے اور احادیث میں بھی اسے غزوہ عسر یعنی تنگی اور تکلیف والا غزوہ کہا گیا ہے۔حضرت ابوخیثمہ مالک بن قیس اس قافلے کے ساتھ روانہ نہ ہو سکے جو آنحضورؐ کی معیت میں نکلا۔انہی دنوں ایک روز وہ اپنے گھر آئے تو دیکھا کہ ان کی بیویوں نے ان کی آسائش کے لئے خوب انتظام کیا ہوا ہے،بالا خانے پر چھڑکاؤ کیا گیا،ٹھنڈا پانی،عمدہ کھانا۔غرض تمام سامانِ آسائش میسر تھا۔یہ سب کچھ دیکھ کر کہنے لگے: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس لو میں اور گرمی میں کھلے میدان میں ہوں اور ابوخیثمہ سایہ،ٹھنڈے پانی،عمدہ کھانوں اور عورتوں کے ساتھ لطف اندوز ہو رہا ہے۔خدا کی قسم یہ مناسب اور جائز نہیں۔مَیں ہرگز بالا خانہ پر نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت زادِ راہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔

(اسدالغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱۔تذکرہ مالک بن قیس)

☆......صحابہ اپنے محبوب آقا کی جدائی کے تصور میں روتے اور اشکبار ہوتے تھے۔ان کے ان جذبات کو انگیخت کرنے اور ان کے غم کے تار کو چھیڑنے کا کبھی کوئی ذریعہ بنتا اور کبھی کوئی۔امر واقعہ یہ ہے کہ محبوب کی جدائی ایک لحظہ کے لئے بھی ان کے دل سے محو نہ تھی۔

ایک دفعہ حضرت ابن عباسؓ بیٹھے بیٹھے کہنے لگے جمعرات کا دن اور جمعرات کا دن کیسا سخت تھا اور اس کے بعد اس قدر روئے کہ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔وہاں نیچے کی زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی۔حضرت سعید بن جبیرؓ نے پوچھا: جمعرات کا دن کیا؟ فرمانے لگے اس روز میرے محبوب آقا کے مرض نے شدت اختیار کی تھی،جو آپؐ کے وصال پر منتج ہوئی۔

☆......حضرت عبداللہ بن عمرؓ جنہیں اتباع سنت کا بے حد شغف تھا۔اپنے آقا کی ہر بات میں پیروی کرنا ان کا خاص ذوق تھا۔جب وہ رسول کریمؐ کا تذکرہ کرتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ)

☆......ایک دن حضرت حسنؓ سے حضرت ابوہریرہؓ ملے اور کہا کہ ذرا کپڑا اٹھایئے۔ جہاں رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو بوسہ دیا تھا مَیں بھی وہاں بوسہ دینا چاہتا ہوں۔چنانچہ حضرت حسنؓ نے کپڑا اٹھایا اور حضرت ابوہریرہؓ نے بوسہ لے کر اپنا من راضی کیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۲۷)

☆......عشاق محمد مصطفیٰ ﷺ آپؐ کے دیدار اور زیارت کے لئے بیقرار رہتے تھے۔آپؐ کی مکہ سے ہجرت اور مدینہ کی طرف ہجرت کا جب پتہ چلا تو کئی دن تک انصار،کیا مرد اور عورتیں اور کیا بچے سبھی مدینہ سے باہر نکل کر آپ کا انتظار کرتے اور دید کے طلبگار رہتے۔ حتیٰ کہ وہ خوش نصیب وقت آیا کہ ان کا چاند،ہاں وہی بدر منیر جس کی راہ تکتے تکتے ان کو کئی دن گزر چکے تھے طلوع ہوا۔ہر ایک اپنی محبت کا اپنے اپنے انداز میں اظہار کر رہا تھا۔انصار کی لڑکیاں محبت کے نغمات الاپ رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاع
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع

ہر کوئی چاہ رہا تھا کہ میزبانی کا شرف اسے حاصل ہو۔صحابہ حاضر ہو ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ یہ ہمارا گھر ہے۔ہمارے ہاں رونق بخشئے۔مگر یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے لئے مقرر کر رکھی تھی۔آپؐ نے فرمایا میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔یہ جہاں بیٹھ گئی وہیں میرا مسکن ہو گا۔ جب اونٹنی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی تو قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ نغمات الاپنے لگیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ
يَاحَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ

ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں کیا خوب کہ حضرت محمد ﷺ ہمارے ہمسائے ہیں۔

(سیرۃ الصحابہ حصہ ہشتم،نہم۔ صفحہ ۱۵۱۔ادارہ اسلامیات)

☆......آپؐ نے آخری بیماری کے ایام میں ایک دفعہ اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر مسجد نبوی میں صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپؐ مسکرائے،اپنے غلاموں کو خدا کے حضور دیکھ کر خوش ہو گئے۔صحابہ نے جب پردہ ہٹنے سے آپؐ کی طرف دیکھا تو ان کی حالت زار ہو گئی۔ آپؐ کی بیماری کے ایام میں جبکہ وہ طرح طرح کے اندیشوں میں وقت گزار رہے تھے آج اپنے محبوب آقا کا چہرہ دیکھ کر وفور محبت نے ان کے جذبات میں ایسا تلاطم پیدا کر دیا کہ اس کیفیت کو لفظوں میں بیان کرنا اور اس نظارے کی منظر کشی کرنا ممکن نہیں۔

☆......حضرت سعد بن ربیعؓ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔جنگ کے اختتام پر آنحضورؐ نے فرمایا کوئی سعد بن ربیع کی خبر لاتا۔حضرت ابی بن کعب گئے اور لاشوں میں ڈھونڈتے رہے۔جب نہ ملے تو دوسری بار یہ آواز لگا کر تلاش کی گئی کہ سعد بن ربیع تمہیں خدا کا رسول یاد فرماتا ہے۔اس پر انہوں نے لاشوں میں سے اپنا سر اٹھایا،تلاش کرنے والا جب قریب پہنچا تو یہ جان کنی کی حالت میں تھے۔موت اور زندگی کی اس کشمکش میں ان سے کہا "رسول اللہ کی خدمت میں میرا اسلام کہنا اور انصار سے کہنا کہ اگر خدانخواستہ رسول اللہ قتل ہوئے اور تم میں سے ایک بھی زندہ بچ گیا تو خدا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے"۔(سیرۃ الصحابہ جلد ۳ حصہ دوم ذکر حضرت سعد بن ربیع صفحہ ۲)

حضرت انس بن نضر نے کہا: "خدا کی قسم میں احد کی طرف سے جنت کی خوشبو محسوس کرتا ہوں"۔یہ کہہ کر نہایت جوش میں میدان کا قصد کیا اور بڑی پامردی سے لڑ کر جان دی۔

(سیر الصحابہ جلد ۳ سیر انصار حصہ ۱ صفحہ ۱۱۳۔ذکر حضرت انس بن نضر)

☆......غزوہ حنین میں حضورؐ نے مکہ کے ایک مخالف شخص شیبہ کو،جو آپ کی طرف بڑھ رہا تھا اپنے قریب بلایا اور اس کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر دعا کی۔"اے خدا! شیبہ کو ہر قسم کے شیطانی خیالات سے نجات عطا فرما"۔اس کے دل سے آپ کی ساری دشمنی اور عداوت جاتی رہی اور وہ جو جان لینے آیا تھا آپؐ کی طرف سے آپؐ کے دشمنوں کے لئے جان لیوا اور آپؐ پر اپنی جان نثار کرنے والا بن گیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۵)

☆......جنگ صفین میں ایک روز شام کے وقت جب آفتاب غروب ہو رہا تھا اور جنگ پورے زور کے ساتھ جاری تھی حضرت عمار بن یاسر دودھ کے چند گھونٹ حلق سے اتار کر یہ کہتے ہوئے کہ "رسول خدا نے مجھ سے فرمایا کہ دودھ کا یہ گھونٹ تیرے لئے دنیا کا آخری توشہ ہے"۔صفوں میں گھستے گئے۔ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

"آج میں اپنے دوستوں سے ملوں گا۔ آج میں محمدؐ اور آپؐ کے گروہ سے ملوں گا"۔ کشتوں کے پشتے لگاتے گئے اور اسی حالت میں ابن الغادیہ کے نیزے نے ان کو مجروح کر کے زمین پر گرا دیا اور ایک دوسرے شامی نے بڑھ کر سر تن سے جدا کر دیا۔(طبقات ابن سعد قسم اول جز ثالث صفحہ ۱۸۴۔بحوالہ سیر الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۲۔ذکر عمار حصہ اول)

☆......حضرت زید بن دثنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں آنحضور ﷺ نے تعلیم قرآن کے لئے بھجوایا۔ان میں سے حضرت خبیب اور حضرت زید مشرکین کے ہاتھوں میں اسیر ہو گئے۔ان کو مقتل لایا گیا تو ابوسفیان نے پوچھا زید تمہیں خدا کی قسم سچ سچ بتانا اگر تمہاری بجائے محمدؐ ہوں اور ہم ان کی گردن ماریں اور تم اپنے گھر میں محفوظ رہو تو تم اس کو پسند کرتے ہو۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا: "واللہ مجھے یہ بھی منظور نہیں کہ محمدؐ کو کانٹا بھی چبھے اور مَیں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں"۔

(سیر الصحابہ جلد نمبر ۳۔ سیر انصار حصہ اول صفحہ ۲۶۳۔ذکر حضرت زید بن وثنہ)

☆......حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ غزوہ بدر، خندق اور عہد نبوی کی تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔عہد صدیقی میں یمامہ کی مہم پر بھیجے گئے۔ مہاجرین کا علم ان کے ہاتھ میں تھا۔اثنائے جنگ میں داہنا ہاتھ قلم ہوا تو بائیں ہاتھ میں علم پکڑ لیا۔وہ بھی شہید ہوا تو دونوں بازوؤں کا حلقہ بنا کر لوائے توحید کو سینہ سے چمٹا لیا۔زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾(آل عمران: ۱۴۵)۔ ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ﴾ (آل عمران: ۱۴۷)

(اسدالغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۶۔بحوالہ سیر الصحابہ جلد دوم صفحہ ۴۴۳۔ ذکر سالم مولیٰ أبی حذیفہ حصہ اول)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

ہفت روزہ "بدر" قادیان کا ملینیم نمبر

ہفت روزہ "بدر" قادیان کا ۱۶ تا ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء کا شمارہ نئے عیسوی ملینیم کی خصوصی اشاعت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ فُل سکیپ سائز کے سوا دو سو صفحات پر مشتمل یہ ضخیم شمارہ بہت سے علمی اور تحقیقی مضامین اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ایسے خصوصی مضامین کا تعلق عموماً عیسائیت کے باطل عقائد کے ردّ سے ہے۔ جبکہ دیگر مضامین میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے علاوہ احمدیت کی تاریخ اور اس کی عظیم الشان فتوحات کے حوالہ سے بھی کئی علمی، تحقیقی اور تاریخی مضامین شامل اشاعت ہیں۔ مکرم منیر احمد خادم صاحب کی زیرادارت شائع ہونے والی یہ خصوصی اشاعت ادارہ "بدر" کی بہت عمدہ پیشکش ہے جو علمی سطح پر اور جماعت احمدیہ کی تاریخ کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

جماعت احمدیہ مناظرہ و مباہلہ کے میدان میں

یوں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام اور احمدی علماء نے اکناف عالم میں ہزاروں مباحثوں اور مباہلوں میں دشمنان احمدیت کو اُن کے انجام تک پہنچایا ہے۔ تاہم ہفت روزہ "بدر" کے ملینیم نمبر میں احمدیت کی تاریخ میں ہونے والے ایسے تین مباحثوں اور تین مباہلوں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے جن میں آریہ، عیسائی اور علماء سوء مخاطب تھے۔ اس مضمون کو مکرم مولوی محمد حمید کوثر صاحب نے مرتب کیا ہے۔

آریہ سماج سے مباحثہ:-

۱۸۸۶ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ چلّہ کشی کے لئے ہوشیارپور تشریف لے گئے تو آریہ سماج ہوشیارپور کے ایک ممتاز رُکن ماسٹر مرلی دھر صاحب کی درخواست پر حضرت اقدسؑ نے اُن سے مباحثہ کرنا منظور فرمالیا۔ یہ مباحثہ دو نشستوں میں ۱۱ر مارچ کی رات اور ۱۴ر مارچ کے دن منعقد ہونا تھا۔ پروگرام کے مطابق پہلے جلسہ میں ماسٹر صاحب کے اسلام پر اعتراضات کے جواب حضرت اقدس علیہ السلام نے عطا فرمانے تھے جبکہ دوسرے جلسہ میں حضورؑ کی طرف سے آریہ سماج پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب ماسٹر صاحب نے دینا تھا۔ جب پہلا جلسہ شروع ہوا اور حضورؑ نے ابھی ماسٹر صاحب کے شق القمر کے بارہ میں کئے جانے والے پہلے اعتراض کا جواب الجواب لکھنا شروع ہی کیا تھا کہ ماسٹر صاحب رات کی طوالت کا بہانہ بناکر جلسہ سے رخصت ہوگئے اور باوجود روکنے کے نہ رُکے۔

دوسرے جلسہ میں حضورؑ نے فرمایا کہ آریہ سماج کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ پرمیشر نے کوئی روح پیدا نہیں کی اور کسی کو خواہ کوئی کیسا ہی راستباز اور سچا پرستار ہو ابدی نجات نہیں بخشے گا، خدا تعالیٰ کی توحید اور رحمت کے صریح منافی ہے۔ اس پر پہلے تو ماسٹر صاحب نے یہ جھگڑا کھڑا کردیا کہ یہ ایک نہیں بلکہ دو سوال ہیں۔ پھر انتہائی سست رفتاری سے پہلے حصہ کا جواب لکھنا شروع کیا جو تین گھنٹے کے بعد سنایا اور کہا کہ دوسرے حصہ کا جواب ہم گھر سے لکھ کر بھجوادیں گے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اگر جواب گھر سے لکھ کر ہی بھجوانا تھا تو مباحثہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ماسٹر صاحب نے جاتے ہوئے معذرت کی کہ ہماری سماج کا وقت ہو رہا ہے۔

اس مباحثہ کے نامکمل رہ جانے کی وجہ سے ستمبر ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام نے "سرمہ چشم آریہ" تصنیف فرمائی جس میں اس کتاب کا جواب لکھنے والے کو پانچ سو روپے انعام دینے کا بھی اعلان کیا۔ اس کتاب کو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اپنے رسالہ میں لاجواب قرار دیا اور عیسائی اخبار "نورافشاں" نے لکھا کہ "اس کتاب نے آریہ سماج کو پورے طور پر بے نقاب کرتے ہوئے اُسے پاش پاش کردیا ہے۔ کتاب کے فیصلہ کن دلائل کا رڈ کرنا قطعی طور پر ناممکن ہے"۔

عیسائیوں سے مباحثہ:-

۱۸۹۳ء میں امرتسر میں عیسائی مشن کے انچارج ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے مسلمانوں کو مباحثہ کا تحریری چیلنج دیا۔ جیسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کو یہ پیغام ملا تو اگلے ہی روز حضورؑ نے ایک وفد مباحثہ کی شرائط طے کرنے کی غرض سے بھجوادیا۔ مباحثہ کے لئے ۲۲ر مئی سے ۵ر جون کی تاریخیں مقرر ہوئیں۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری عبداللہ آتھم اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ مناظر مقرر ہوئے۔ اس پر وہ ملّا جنہوں نے عیسائیوں کا چیلنج قبول نہیں کیا تھا وہ آتھم کے پاس گئے اور کہا کہ مرزا صاحب مسلمانوں کی نمائندگی نہیں کرتے۔ چنانچہ ۱۲ر مئی ۱۸۹۳ء کو مارٹن کلارک نے ایک اشتہار دیا کہ چونکہ علماء نے مرزا صاحب کو کافر قرار دیا ہوا ہے اس لئے وہ مسلمانوں کی نمائندگی نہیں کرسکتے۔ اس پر حضورؑ نے اُسے لکھا کہ شرائط کے مطابق مباحثہ کرو یا اپنی شکست کا اعتراف کرلو۔ اور جبکہ رومن کیتھولک بھی پروٹسٹنٹ فرقہ کو کافر اور واجب القتل قرار دیتا ہے تو آپ کو عیسائیت کی نمائندگی کا حق نہیں پہنچتا اور پھر یہ کہ ہم نے اسلام اور قرآن مجید کی وکالت کرنی ہے اور آپ نے اناجیل کی، اس کا فتاویٰ کفر سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ یہ مباحثہ منعقد ہوا جو پندرہ دن جاری رہا اور "جنگ مقدس" کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے دوران عیسائیوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے چند لولے لنگڑے اور اندھے حضورؑ کے سامنے پیش کرکے کہا کہ اگر آپؑ کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو ہمارے مسیح کی طرح آپ بھی ان پر ہاتھ پھیر کر انہیں تندرست کردیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو مسیح علیہ السلام کے معجزات کا رنگ ہی اَور تھا۔ لیکن انجیل میں لکھا ہے کہ اگر تم میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا تو تم مجھ سے بھی بڑھ کر عجیب کام کرسکتے ہو۔ پس اب یہ مریض مَیں آپ کے سامنے پیش کرکے کہتا ہوں کہ اگر آپ میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے تو ان پر ہاتھ پھیر کر اچھا کردیں۔ اس طرح ہم یقین کرلیں گے کہ آپ کا مذہب سچا ہے۔ اس طرح عیسائی ہر پہلو سے اس مباحثہ کے نتیجہ میں شکست سے ہمکنار ہوگئے۔

مسلمانوں میں سے عیسائی ہوجانے والے بہت سے افراد اس مباحثہ کے نتیجہ میں عیسائیت سے تائب ہوگئے۔ ان میں کرنل الطاف علی خان صاحب رئیس کپورتھلہ بھی شامل تھے۔ اسی مباحثہ کے آخری دن حضرت مسیح موعودؑ نے آتھم کے بارہ میں پیشگوئی بھی فرمائی جسے سُن کر اُس نے جلسہ میں کانوں کو ہاتھ لگائے اور توبہ کی اور کہا کہ اُس نے آنحضرت ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی نہیں کی۔

اہلحدیث سے مباحثہ:-

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے نتیجہ میں جب مسلمانوں کے کئی سنجیدہ اور پاک طینت علماء نے آپؑ کو قبول کرنے کی سعادت پائی وہاں اکثریت نے کجروی اختیار کی۔ چنانچہ حضورؑ نے عوام کو گمراہی سے بچانے کے لئے ۲۶ر مارچ ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار لدھیانہ سے شائع فرمایا جس میں تمام علماء بالخصوص مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی عبدالجبار غزنوی، مولوی عبدالرحمٰن لکھوکے والے، مولوی شیخ عبداللہ تبتی، مولوی عبدالعزیز لدھیانوی اور مولوی غلام دستگیر قصوری کو تحریری مباحثہ کا چیلنج دیا۔ ان میں سے سوائے مولوی محمد حسین بٹالوی کے کسی نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔

مولوی رشید گنگوہی صاحب پر جب بہت دباؤ ڈالا گیا تو وہ تقریری مباحثہ کے لئے اس شرط پر رضامند ہوئے کہ مباحثہ لاہور کی بجائے سہارنپور میں ہوگا۔ اگرچہ حضورؑ کی خواہش تھی کہ چونکہ لاہور دارالعلوم اور مخزن علم ہے اور یہاں ہر مذہب و ملّت کے لوگ موجود ہیں اس لئے مباحثہ یہاں منعقد ہو۔ تاہم حضورؑ نے گنگوہی صاحب کو لکھوایا کہ ہم سہارنپور آجائیں گے، آپ سرکاری انتظام کرلیں۔ لیکن گنگوہی صاحب نے اس کا جواب صرف یہ دیا کہ مَیں انتظام کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا اور پھر بار بار یاددہانی کے باوجود چُپ سادھ لی۔

صرف محمد حسین بٹالوی صاحب نے مباحثے کی دعوت قبول کی اور لدھیانہ پہنچے۔ مباحثہ سے قبل وہاں کے ایک دوست مولوی نظام الدین صاحب (جو اُس وقت احمدی نہ تھے) نے بٹالوی صاحب سے پوچھا کہ کیا قرآن مجید میں حیات مسیح سے متعلق کوئی آیات ہیں؟۔ مولوی صاحب نے جواب دیا بیس تیس ہیں۔ چنانچہ مولوی نظام الدین صاحب وہاں سے حضور علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اگر مَیں مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات کے متعلق بیس تیس آیات پیش کردوں تو کیا آپ مان لیں گے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اگر ایک آیت ہی پیش کردیں تو مَیں قبول کرلوں گا۔ چنانچہ وہ خوشی خوشی واپس بٹالوی صاحب کے پاس پہنچے اور کہا کہ مَیں مرزا صاحب کو ہرا آیا ہوں۔ اب مجھے جلدی سے وہ بیس آیات نکال دو۔ یہ سن کر بٹالوی صاحب گھبرا کر کھڑے ہوگئے اور اپنا عمامہ سر سے اُتار کر کہا کہ تُو مرزا کو ہرا کر نہیں آیا، ہمیں ہرا کے آیا ہے، مَیں مدت سے مرزا کو حدیث کی طرف لا رہا ہوں اور وہ مجھے قرآن شریف کی طرف کھینچتا ہے۔ قرآن شریف میں اگر کوئی ایسی آیت ہوتی تو ہم کبھی کی پیش کردیتے۔ یہ سُن کر مولوی نظام الدین صاحب اٹھے اور واپس حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کرکے عرض کی: جدھر قرآن شریف ہے، اُدھر ہی مَیں ہوں۔

ان حالات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے ایک تحریری مباحثہ شروع ہوا جو (۲۰ سے ۲۹ر جولائی ۱۸۹۱ء یعنی) دس دن جاری رہا۔ اس میں حضورؑ کو نمایاں فتح ہوئی اور آپؑ نے بعد ازاں اس مباحثہ کی کارروائی بھی شائع کروادی۔ اس مباحثہ کے کئی ماہ بعد دلّی میں منعقد ہونے والے ایک جلسہ عام میں بہت سے علماء نے بٹالوی صاحب کو اپنی شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے پوچھا کہ جب اُن کے پاس مرزا صاحب کا مقابلہ کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا تو اس مباحثہ کی ضرورت کیا تھی اور پھر مباحثہ کے بعد مرزا صاحب نے تو اس مباحثہ کی روداد شائع کروادی لیکن اُنہیں کیوں اس کی جرأت نہیں ہوئی وغیرہ۔

مضمون نگار نے اپنے مضمون کے دوسرے حصہ میں معاندین سے مباہلہ کرنے کے ضمن میں لیکھرام (ہندو) اور ڈوئی (عیسائی) سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور علماء سوء سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مباہلوں کا اختصار سے ذکر کیا ہے۔

"بدر" کے ملینیم نمبر کے بعض دیگر مضامین پر تبصرہ آئندہ پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
24/12/2001 – 30/12/2001

Muslim TV AHMADIYYA

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 24th December 2001

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
01.00	Children's Class: By Huzoor - Class No.160 Part 1 – Rec.19.02.00
01.35	Children's Workshop: Prog. No.1
02.00	MTA Travel: Story of Grand Canyon
02.55	Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme Vol No.3 of Izaalah Auhaam.
03.30	Rencontre Avec Les Francophones Rec.14.02.01
04.25	Learning Chinese: By Usman Chou Sb. Lesson No. 242
04.55	Liqaa Ma'al Arab with Huzoor: No.436 Rec.28.10.99
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	Moshaira: With Rasheed Qaisrani Sb.
09.00	Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme ®
08.40	MTA Travel: A visit to 'Dubai Creek'
08.55	Liqaa Ma'al Arab: Session No.436 ®
09.50	Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
10.55	Children's Class: By Huzoor Class No.160®
11.30	Learning Chinese: Lesson No.242®
12.05	Tilawat, News
12.30	Bangali Shomprachar: Various Items
13.30	Rencontre Avec Les Francophones ®
14.30	Dars-e-Malfoozat
14.50	MTA Travel: ®
15.45	Children's Class: By Huzoor No.160®
16.20	Learning Chinese: Lesson No.242 ®
16.50	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones ®
19.10	Liqaa Ma'al Arab: Session No.436 ®
20.05	Moshaira: ®
20.50	Majlis e Irfan with Urdu Speaking Friends
21.50	Ruhaani Khazaa'en: Quiz Prog. ®
22.30	MTA Travel: ®
23.25	Learning Chinese: ®

Tuesday 25th December 2001

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Children's Corner: Yasarnal Quran Class No.25
01.30	Children's Class: With Huzoor Rec.19.02.00 Class No.160 - Final Part
02.00	Tarjamatul Quran: By Huzoor. Lesson No.225 Rec: 3 February 1998
03.05	Medical Matters: Topic - Nail Care
03.30	Mulaqaat With Bengali Friends Rec: 01.02.00
04.30	Learning Languages: Le Francais C'est Facile Lesson No.25
04.55	Urdu Class: Lesson No.321 – Rec.12.11.97
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Pushto Programme: F/S Rec.21.01.00
07.55	Medical Matters: 'Nail Care' ®
08.20	MTA Travel: A visit to Morocco
09.00	Urdu Class: Lesson No.321 ®
10.10	Indonesian Service: Various Programmes
11.05	Children's Class: Yassarnal Quran Class No. 25®
11.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No.25®
12.05	Tilawat, News
12.35	Bengali Shomprochar: Various Items
13.35	Bengali Mulaqat: Rec.01.02.00 ®
14.40	MTA Travel: ®
15.05	Tarjamatul Quran Class: By Huzoor ® Lesson No.225 – Rec.03.02.98
16.05	Children's Class: By Hazoor – No.160®
16.35	Children's Corner: Yasranal Quran No.25®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	Le Francais C'est Facile: Lesson No.25 ®
18.35	French Programme: Various Items
18.55	Urdu Class: Lesson No.321 ®
20.05	Norwegian Programme: Various Items
20.35	Bengali Mulaqaat: With Huzoor ®
21.40	Medical Matters: ®
22.05	Tarjamatul Quran Class: ®
23.05	MTA Travel: ®
23.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No. 25 ®

Wednesday 26th December 2001

00.05	Tilawat, News, A page from the History of Ahmadiyyat
01.00	Children's Corner: Hikayatee Shereen
01.10	Children's Corner: With Waaqfeen-e-Nau
01.40	Urdu Asbaaq: Lesson No. 65
02.00	Tarjamatul Quran: With Huzoor Class No.226 – Rec.04.02.98
03.00	Hunar: Flower Arranging
03.55	Atfal Mulaqaat: With Huzoor – Rec.01.12.00
04.50	Al-Maidah: Recipe for chicken sandwich
05.00	Liqaa Ma'al Arab: Session No.437 Rec.04.11.99
06.05	Tilawat, News
07.00	Swahili Muzakarah: Seeratun Nabi (SAW)
07.40	Swahili Programme: Darse Hadith
08.05	Hunar: ®
09.00	Liqaa Ma'al Arab: ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.00	Children's Corner: Waaqifeene Nau®
11.25	Urdu Asbaq: ®
11.45	Al – Maidah : ®
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Shomprachar
13.30	Atfal Mulaqaat: With Huzoor ®
14.25	A page from the History of Ahmadiyyat®
14.35	MTA Spot Light: By Hafiz M. Ahmad Sb. Topic: 'Khilafat in Ahmadiyyat'
15.05	Tarjamatul Quran: Class No.226 ®
16.05	Children's Corner: Waaqifeene Nau ®
16.30	Learning Languages: Urdu Asbaaq No.65 ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Mulaqat Rec.24.01.00
19.20	Liqaa Ma'al Arab: ®
20.30	Atfal Mulaqaat: With Huzoor ®
21.25	MTA Spot Light: Hafiz M. Ahmad Sb ®
22.00	Tarjamatul Quran Class: By Huzoor ®
23.00	Hunar: ®

Thursday 27th December 2001

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.45	Sports Review 2001
01.20	Children's Corner: Nazm Comp.
01.45	Homeopathy Class: By Hazoor. No. 54 Rec.20.12.94
02.50	Introduction to the books of Hadhrat Khalifatul Masih I
03.30	Q/A Session: With Huzoor Rec. 21.05.00 With English Speaking Guests – Part 2
04.20	Learning Chinese With Usman Chou Sb. Lesson No. 23
04.55	Urdu Class: Lesson No.322 – Rec.14.11.97
06.05	Tilawat, News
06.55	Sindhi Muzakarah: 'Truth of Hadhrat Masih Maud (AS)'
07.40	Sindhi Programme: 40 Gems
07.50	Introduction to the books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®
08.30	Safar Hum Nay Kiya: Ghora Gali
08.55	Urdu Class: By Huzoor – Class No.322 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
10.50	Children's Corner: Guldastah No.6 ®
11.25	Learning Chinese: Class no. 23
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Service: F/S Rec.09.02.96 With Bengali Translation
13.35	Q/A Session : With Huzoor Rec.21.05.00®
14.25	Dars Malfoozat ®
14.40	Homeopathy Class: Lesson No.54 ®
15.45	Children's Corner: Guldastah No.6 ®
16.20	Sports Review ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Programme: Various Items
19.00	Urdu Class: By Huzoor Class No.322®
20.05	Safar Hum Nay Kiya: ®
20.30	Q/A Session: With English Speaking Guests®
21.20	Sports Review ®
21.50	Homeopathy Class: Lesson No.54®
22.45	Introduction to the books by Hadhrat Khalifatul Masih I ®
23.25	Learning Chinese: Lesson No.23 ®

Friday 28th December 2001

00.05	Tilawat, MTA News, Dars ul Hadith
00.50	News Review in Urdu
01.50	Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends Rec.03.03.00
02.40	MTA Sports: Badminton & Table Tennis
03.10	A visit to Mount Vesuvius
03.40	Lajna Magazine: Prog. No.26
04.40	Urdu Class: By Huzoor Lesson No.323 Rec.15.11.97
06.05	Tilawat, News
06.50	Spanish Programme: F/S Rec.14.09.01
07.50	MTA Sports: ®
08.20	Memories of J/S Rabwah Part/2- With Lajna
08.45	Urdu Class: Lesson No.323 ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
10.30	Bengali Shomprachar: Various Items
11.00	Lajna Magazine: Prog. No.26
12.00	Tilawat, News, Malfoozat
13.00	Friday Sermon: Live by Huzoor
14.00	MTA Travel: Visit to Mount Vesuvius, Italy
14.20	Majlis Irfan: With Urdu Speaking Friends
15.10	Friday Sermon ®
16.05	News Review: In Urdu ®
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Le Respect de la nourriture
18.45	French Programme: Various Items
19.15	Urdu Class: Lesson No.323 ®
20.30	Friday Sermon: By Huzoor ®
21.30	News Review in Urdu ®
22.30	Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends
23.20	Lajna Magazine: Prog. No.20 ® Produced by Lajna Imaillah Pakistan

Saturday 29th December 2001

00.05	Tilawat, MTA News, Dars Hadith
00.50	News Review in English
01.55	Friday Sermon: Rec.28.12.01®
02.55	Computer for Everyone: Part 134 Presented by Mansoor A. Nasir Sb
03.30	German Mulaqaat: Rec.22.01.00
04.30	Safar Hum Nay Kiya: 'Aoshoo Multan'
04.55	Liqaa Ma'al Arab: Session No. 438 Rec.11.11.99
06.05	Tilawat, News, Darsul Hadith
07.00	MTA Mauritius: Children's Class
07.55	News Review in English ®
09.00	Liqaa Ma'al Arab: Session No.438 ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.0	Q/A Session with Huzoor: Rec.22.12.96 Part 3
11.25	Children's Corner: Waaqfeen-e-Nau Programme No.3
12.05	Tilawat, News
12.35	Bengali Service:
13.35	German Mulaqaat With Huzoor ®
14.45	Computers for Everyone: Part133
15.20	Quiz Khutabat-e-Imam: F/S Rec.0303.00
15.55	Children's Class: By Huzoor – Rec.29.12.01
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Atfal Programme
19.15	Liqaa Ma'al Arab : ®
20.15	Arabic Programme: Extracts from Tafseer-ul-Kabir, Programme. No.45
20.45	German Mulaqaat: With Huzoor ®
21.45	Tabarukaat: Speech by Mau.Abdul M. Khan
22.35	Children's Class: By Huzoor ®
23.35	Children's Class: Waaqfeen-e-Nau Programme.

Sunday 30th December 2001

00.05	Tilawat, News
01.05	News Review: In Bengali
01.55	Dars-ul-Quran: No.18 – Rec.22.02.95
03.25	Hamari Kaenat: No.122 'Plants'
03.50	Mulaqaat: Young Lajna & Nasirat Rec.23.12.01
04.55	Urdu Class: With Huzoor Lesson No.324 / Rec.07.11.97
06.05	Tilawat, News
07.05	Darsul Quran No. 18 ®
08.35	Chinese Programme: Pt 22
09.05	Urdu Class: Lesson No.324®
10.10	Indonesian Programme
11.05	Children's Class: by Huzoor ®
12.05	Tilawat, News
12.40	Bengali Shomprochar
13.40	Mulaqaat: Young Lajna & Nasirat ®
14.45	News Review in Bengali
15.30	Friday Sermon by Hazoor Rec.28.12.01®
16.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No. 21 ®
16.55	German Service
18.05	Tilawat
18.15	A documentary about the Alco Highway adventure to Alaska
19.00	Urdu Class: ®
20.05	Mulaqaat : Young Lajna & Nasirat ®
21.10	News Review: Bengali ®
21.55	Dars-ul-Quran : No.18 ®
23.30	Le Francais C'est Facile: ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz Arabic: 7.20 mhz Bengali: 7.38 mhz French: 7.56 mhz German: 7.74 mhz Indonesian / Russian: 7.92 mhz Turkish: 8.10 mhz

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 Friday, December 21, 2001 Issue No. 51

بنفورہ ریجن (بورکینافاسو۔ مغربی افریقہ)

خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا شاندار انعقاد

(رپورٹ: محمود ناصر ثاقب ۔ امیر و مبلغ انچارج بورکینا فاسو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بنفورہ ریجن (بورکینافاسو) کا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۵۔۱۶ ستمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد کیا گیا۔ اجتماع کے سلسلہ میں مختلف دیہات کی جماعتوں میں جا کر ان کے ساتھ ملاقات کی گئی اور خدام کے تربیتی اور ورزشی مقابلہ جات کے لئے معلمین کی امداد کے ساتھ تیاری کی گئی۔ ریجنل قائد اور مقام اجتماع یعنی 'نیانگولوکو' کے خدام سے میٹنگ کر کے اجتماع کے پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ امیر صاحب اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ کی منظوری کے بعد پروگرام چھپوا کر دعوتی کارڈوں کے ساتھ جماعتوں میں بھجوایا گیا جس کے مطابق جماعتوں نے تیاری کی۔

اجتماع کے لئے خدام کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ ہر منتظم نے کام کو احسن رنگ میں ادا کیا۔ منتظم وقار عمل نے دو وقار عمل کر کے مسجد اور اس کے بڑے صحن کو صاف کیا۔

مقام اجتماع

مقام اجتماع یعنی نیانگولوکو (Niangoloko) کی مسجد کے صحن میں شامیانے لگائے گئے اور انہیں بینرز سے سجایا گیا۔ مہمانوں کے لئے کرسیوں اور بنچوں کا انتظام کیا گیا تھا تاکہ سہولت سے بیٹھ کر اجتماع کی کارروائی کو سن اور دیکھ سکیں۔ لجنات کے بیٹھنے کے لئے بھی انتظام کیا گیا۔ یاد رہے کہ اس مسجد کی تعمیر اجتماع سے قبل مکمل ہوئی جس وجہ سے اس اجتماع کی رونق دوبالا ہو گئی۔ اجتماع سے دو روز قبل ریڈیو پر دو دفعہ اعلانات کروائے گئے جس سے دور کی جماعتوں کو بھی اطلاع ہو گئی۔

افتتاحی تقریب

اجتماع کے پہلے روز یعنی ۱۵ر ستمبر کو بہت بارش ہوئی۔ لوگ بارش میں بھی آتے رہے۔ نماز عشاء کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ جو اجتماع سے دو روز پہلے پہنچ گئے تھے انہوں نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں شامل

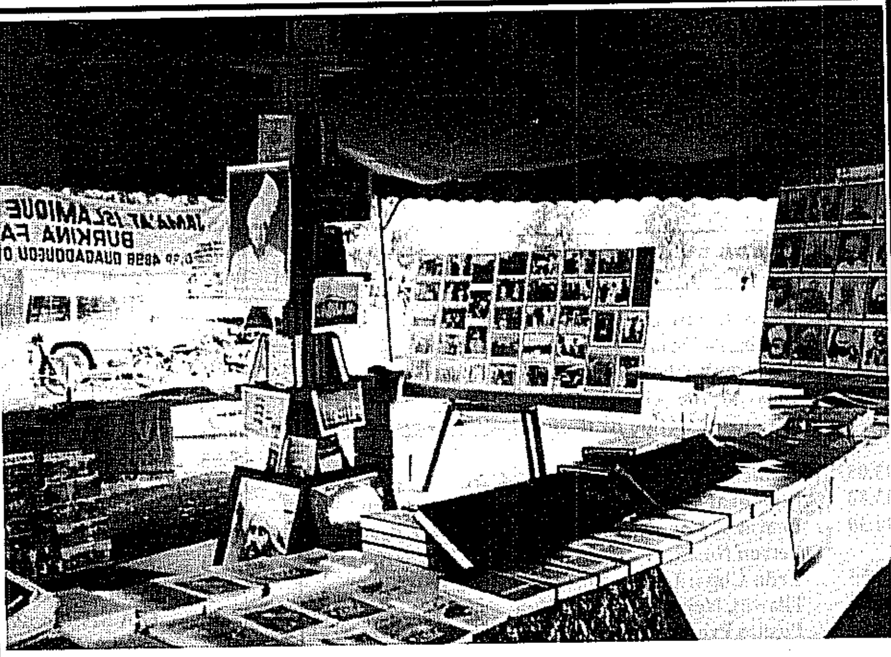

اجتماع خدام الاحمدیہ بورکینافاسو کے موقع پر بک سٹال کا ایک منظر

ہونے والوں کی تعداد ڈیڑھ صد کے قریب تھی جس میں نومبایعین کی بھاری تعداد شامل ہے جنہوں نے احمدیت کے متعلق خوب سوالات پوچھے۔

بارش کی وجہ سے پہلے دن کے ورزشی مقابلے نہ ہو سکے۔ مجلس سوال و جواب کے بعد خدام کی تربیت کے لئے ویڈیو پروگرام کا انتظام کیا گیا۔ یہ ویڈیو مجلس خدام الاحمدیہ غانا کی سالانہ ریلی کی تھی۔ خدام نے شوق و دلچسپی سے یہ ویڈیو دیکھی اور متاثر ہوئے۔ اس کے بعد غانا کے جلسہ سالانہ پر مشتمل ویڈیو کا کچھ حصہ بھی دکھایا گیا۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو مکرم یارو سلمان صاحب (لوکل مشنری) نے پڑھائی جس کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب نے "چندہ کی اہمیت" پر درس دیا۔ مختلف دیہاتوں سے لوگ جو کل بارش کی وجہ سے نہ پہنچ سکے تھے اجتماع میں شامل ہونے کے لئے آنے شروع ہو گئے۔ اس طرح حاضری اللہ کے فضل سے خاطر خواہ ہو گئی۔

ورزشی مقابلہ جات

ناشتہ کے بعد خدام فٹبال گراؤنڈ میں پہنچے۔ تین دیہات کی چار فٹبال ٹیموں نے ان مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اس طرح دو فٹبال میچ کروائے گئے۔ ایک گاؤں کی ٹیم چونکہ بغیر اطلاع پہنچی تھی اس کا تیسری پوزیشن کے لئے ایک دوسری ٹیم سے میچ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

جماعت احمدیہ کی ٹونڈا (Kitunda)۔ تنزانیہ میں

احمدیہ مسجد کی تعمیر کا شاندار افتتاح

(رپورٹ: مظفر احمد درانی۔ امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ تنزانیہ کو یکصد نئی مساجد کی تعمیر کا جو ٹارگٹ دیا تھا اس سلسلہ میں ۳۳ویں مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی جس کا افتتاح ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک

دارالسلام تنزانیہ کا سب سے بڑا شہر اور سابق دارالحکومت ہے۔ اس شہر میں جماعت کی ایک ہی مسجد تھی جو بڑی ہونے کے باوجود اب چھوٹی پڑ گئی تھی۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ دارالسلام شہر کو مختلف حلقوں میں تقسیم کیا جائے اور ان حلقہ جات میں مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا۔ چنانچہ ایک جماعت Kitunda کو اس تعمیر میں سبقت کی توفیق ملی۔ کافی تگ و دو کے بعد برلب سڑک ۴۰×۱۴۰ کے دو پلاٹس خریدے گئے جن پر خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی جس میں ۱۵۰ افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد کی پشت پر معلم ہاؤس بنایا گیا۔ پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے مسجد کے صحن میں ایک کنواں کھودا گیا جسے بعد میں پختہ کر دیا گیا۔

افتتاح

مورخہ ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو نماز ظہر و عصر کی ادائیگی سے مسجد کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار مظفر احمد درانی نے تعمیر مسجد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مرکزی مسجد کے چھوٹے پڑ جانے کی وجہ سے مختلف حلقہ جات میں تعمیر مساجد کا آغاز کر دیا گیا ہے جس میں کی ٹونڈا کی جماعت کو برتری حاصل ہو گئی ہے۔ تاہم اور مساجد بھی تعمیر ہونگی۔

اس کے بعد جماعت کے بزرگوں کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ ہر ایک نے اپنے قبول احمدیت کے واقعات بیان کئے اور بتایا کہ کس طرح کمزوری کی حالت میں جماعت کا یہاں آغاز ہوا۔ مرکزی مسجد میں چند نمازی ہوتے تھے۔ لیکن آج کل مرکزی مسجد کا حال تو درکنار مسجد کے صحن کے تمام کونے بھی نمازیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ جمعہ اور عیدین کے دن تمام انتظامات چھوٹے پڑ جاتے ہیں۔ ایک مہمان بزرگ نے کہا کہ صرف یہی مسجد نہیں بلکہ بیرونی جماعتوں میں بھی کئی احمدیہ مساجد بن رہی ہیں۔ کچھ ہی دنوں بعد ہم آپ کو اپنی مسجد کے افتتاح کے لئے دعوت دیں گے۔ ایک اور بزرگ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے جماعت کو اب اس قدر اپنے فضلوں سے نوازا ہے کہ تقریباً ہر ہفتہ کسی نہ کسی مسجد کے افتتاح کی خبر ملتی ہے۔

مکرم علی سعید موسے صاحب، نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے فرمایا کہ آج دنیا بدامنی کا شکار ہے۔ اسلام امن کا مذہب ہے اور مسجد دارالامان ہے۔ گویا احمدیت نے امن کے ایک اور گھر کا اضافہ کر دیا ہے جہاں پُرامن تعلیم دی جائے گی۔

مکرم امری عبیدی کالوٹا صاحب، نائب امیر نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ میں نے ان بزرگوں سے احمدیت سیکھی ہے۔ ان کی قربانیوں کے پھل آج ہم کھا رہے ہیں۔ پرانے احمدی بزرگ آج جماعت کی ترقی دیکھ کر اتنے خوش تھے کہ اس سے بڑی کوئی خوشی ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ احمدیت کو خوشیوں بھری فتوحات سے نوازے۔

اہل محلہ کی ایک کثیر تعداد مسجد کے افتتاح میں شامل ہوئی۔ اس موقع پر مزید پانچ افراد کو احمدیت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ دعا کے ساتھ یہ افتتاحی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ اپنے مخلص عباد تگزار بندوں سے آباد رکھے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔